قارئین کو
اسلامی سالِ نو
۱۴۲۶ھ مبارک

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
مُلتان

3 محرم الحرام ۱۴۲۶ھ مارچ 2005ء

نئے اسلامی سال کا پیغام
اُمتِ مسلمہ کے نام

سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہما

پرویز بادشاہ کی انتہا پسندی
دینی قوتوں کیلئے لمحہ فکریہ

جماعتِ احمدیہ
کی سالانہ رپورٹ
تصویر کا دوسرا رخ

اخبار الاحرار

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

(27)
ستائیسویں
سالانہ دوروزہ

11 / 12 ربیع الاوّل 1426ھ

جامع مسجد احرار چناب نگر

زیر صدارت

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام

قائدینِ احرار اور دیگر رہنما بارگاہِ رسالت مآب ﷺ
میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کریں گے

11 ربیع الاوّل

پہلی نشست: بعد ظہر تا عصر
دوسری نشست: بعد از عشاء

12 ربیع الاوّل

درسِ قرآن کریم: بعد نمازِ فجر
تقاریر: 11 بجے تا ظہر

جلوس

حسب سابق بعد از ظہر: سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا
دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعمائے احرار بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے

شعبۂ نشر و اشاعت
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ:— چناب نگر: 04524-211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-5865465 چیچہ وطنی: 0445-482253 کراچی: 0300-2862820

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 16۔ شمارہ 03۔ محرم ۱۴۲۶ھ مارچ 2005ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد
سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی
ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاءِ فکر
چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر
محمد الیاس میراں پوری
i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150 روپے
بیرونِ ملک 1000 روپے
فی شمارہ 15 روپے

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت
اکاؤنٹ نمبر 1-5278
یو بی ایل چوک مہربان ملتان

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	3
یادِ رفتگاں:	مشفق خواجہ چلے گئے	ذوالکفل بخاری	5
دین و دانش:	درسِ قرآن	محمد احمد حافظ	6
//	درسِ حدیث	یحییٰ نعمانی	9
//	نئے اسلامی کا پیغام..... امتِ مسلمہ کے نام	سید عطاء المحسن بخاریؒ	12
//	سیدنا حسین ابن علیؓ	سید عطاء المحسن بخاریؒ	18
شاعری:	بیادِ سیدنا حسینؓ	(سید عطاء المحسن بخاریؒ)	22
//	بیادِ شہداءِ ختمِ نبوت	(سید ابوذر بخاریؒ)	
افکار:	''چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر''	پروفیسر خالد شبیر احمد	24
//	پرویز مشرف کا خطاب اور حکومتی کارکردگی	عابد مسعود ڈوگر	27
//	''اچھے مسلمانوں کی تلاش!'' (دوسری قسط)	ترجمہ: سید خورشید عالم	31
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریمی	39
ردِّ قادیانیت:	مرزا قادیانی..... دجل و تلبیس کا امام (دوسری قسط)	مولانا محمد مغیرہ	40
//	جماعتِ احمدیہ کی سالانہ رپورٹ......	عابد مسعود ڈوگر	43
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	49
روشنی:	ظلمت سے نور تک	ادارہ	53
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب (سید کفیل بخاری، شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی، پروفیسر محمود الحسن		54
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	60
آخری صفحہ		ادارہ	64

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

خط و کتابت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیلِ نو پرنٹرز

نورِ ہدایت

القرآن

’’کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی (سیر کرتے) تو دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے‘ ان کا انجام کیسا ہوا۔ وہ ان سے زور وقوت میں کہیں زیادہ تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور اس کو اس سے زیادہ آباد کیا تھا جو انہوں نے آباد کیا اور اُن کے پاس اُن کے پیغمبر نشانیاں لے کر آتے رہے۔ تو خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا۔ بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے پھر جن لوگوں نے برائی کی‘ اُن کا انجام بھی برا ہوا۔ اس لیے کہ خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے اور اُن کی ہنسی اُڑاتے رہے تھے۔‘‘ (روم: ۹، ۱۰)

الحدیث

’’حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے ‘وہ بیان کرتے ہیں کہ میں (بچپن میں) رسول اللہ ﷺ کی آغوش شفقت میں پرورش پا رہا تھا تو (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پلیٹ میں ہر طرف چلتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ (کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھا کرو اور اپنے داہنے ہاتھ سے اور اپنے سامنے ہی سے کھایا کرو۔‘‘ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

الآثار

’’دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ادیان، دھرم، مذاہب اور سلوک کے شعبے خواہ اصلی حالت میں ہیں یا مسخ شکلوں میں...... تمام کے تمام‘ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اعمال چاہے اچھے ہوں‘ چاہے برے‘ ان کا حساب بہر حال ہوگا۔ یہاں بھی وہاں بھی۔ یعنی اس جسمانی دنیا میں بھی اور اس جہان میں بھی جسے اسلام ’’برزخ‘‘ کہتا ہے اور یوم حساب میں بھی‘ جسے قیامت کا دن‘ یوم الازفہ اور محشر کا دن کہا، لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور قرآن حکیم میں سب سے پہلا اور بڑا تعارف اس دن کا آخرت کے نام سے کرایا گیا ہے۔ حکمرانوں کے لیے تو ساری امت سے ہٹ کے ایک نیا احتسابی لفظ اللہ کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا کہ ’یہ اقتدار‘ دنیا میں تو ایک امانت ہے اور آخرت میں رسوائی اور ندامت ہے۔‘‘

(ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ)

(اقتباس کالم روزنامہ ’’خبریں‘‘ ۳؍ دسمبر ۱۹۹۶ء)

دل کی بات

پرویز بادشاہ کی انتہا پسندی
دینی قوتوں کے لیے لمحۂ فکریہ

یوں تو پرویز بادشاہ روزِ اوّل سے اپنے مزاج، گفتگو، ایجنڈے اور اقدامات کے حوالے سے انتہائی شدت پسندی کا مظاہرہ کررہے ہیں لیکن گزشتہ تین ماہ سے ان کے لب ولہجہ میں خاصی شدت، انتہا پسندی، ابتذال، تسفل اور بازاری انداز کی گونج پیدا ہوگئی ہے۔ دینی مدارس، مساجد، مولوی، امام، خطیب، حافظ، قاری، ڈاڑھی، ٹوپی، پگڑی، مصلیٰ نماز، روزہ، پردہ، لباس، تہذیب وثقافت، خاندانی نظام، دینی اقدار، دینی نصابِ تعلیم، دینی جماعتیں اور اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے سرگرمِ عمل ہرادارہ، تحریک یا افراد اُن کی جارحانہ، غیر شریفانہ اور غیر مہذب شدید تنقید کی زد میں ہیں۔ ان تین مہینوں میں انہوں نے اوکاڑہ اور ملتان کے جلسوں، ملکی وغیر ملکی میڈیا کو دیئے گئے اپنے انٹرویوز، پریس کانفرنسوں، ویب سائٹ، سیمینارز اور نجی محفلوں میں جو کچھ ارشاد فرمایا۔ اس میں کسی مہذب ملک کے مہذب سربراہِ مملکت کی گفتگو کی ادنیٰ سی جھلک بھی نہیں پائی جاتی۔ اُن کے ارشادات وبیانات کا خلاصہ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

> ''عوام مسجدوں اور مدرسوں سے نفرت پھیلانے والوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔ مولوی مساجد میں گالیاں دیتے ہیں، منبر پر بیٹھے مولویوں کو سرِعام ٹوک دیں، دینی مدارس ڈالر لے کر دہشت گردوں کی مدد کرتے ہیں، عوام آئندہ انتخابات میں انتہا پسندوں کو مسترد کردیں۔ ۲۰۰۷ء کے بعد روشن خیال لوگوں کو اقتدار میں لانے کی بات ہورہی ہے۔ انتہا پسندوں کو آگے نہیں آنے دیں گے۔ کچھ عناصر کو دنیا میں پنگے لینے کا بہت شوق ہے، دوسروں سے پنگا لینے سے پہلے ہمیں پنگا لینے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے، ہم کسی سے نہیں ڈرتے، ہم کمزور نہیں نہ ہی کسی سے پنگا لے رہے ہیں، گھروں کے اندر اور باہر نقاب میں چھپی خواتین اسلام کی پسماندہ تصویر کشی کرتی ہیں، فرسودہ لوگوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو گھروں سے باہر نہیں نکلنا چاہیے، پاکستان اسلامی نظریاتی ملک ہے، یہ روشن خیال اور اعتدال پسند مسلمانوں کا ملک ہے، ہمیں انتہا پسند مولویوں کی ضرورت نہیں، ہمیں ترقی پسند، روشن خیال اور آگے جانے والے اسلامی نظریے کی ضرورت ہے، ہمیں دنیا سے کٹنے کی بجائے اس کا حصہ بن کر رہنا ہے، ہمیں اعتدال پسندی کا عملی مظاہرہ دنیا کو دکھانا ہے، اگر کسی کو برقع، داڑھی پسند ہے تو وہ اسے اپنے اور اپنے گھر والوں تک محدود رکھے، اسے پورے معاشرے پر زبردستی مسلط کرنے کی

کوشش نہ کی جائے، کسی نے نماز پڑھنی ہے تو پڑھ لے، زبردستی نمازیں مت پڑھوائیں، میراتھن ریس میں حصہ لے کر قوم عالمی برادری میں شامل ہوگئی ہے، میں بھی حصہ لیتا رہا اور چھٹے نمبر پر آتا رہا، ویسے بھی کنیئرڈ کالج اور ہوم اکنامکس کالج کے سامنے ریس تیز ہوجاتی ہے، بسنت اور میراتھن جیسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے، بسنت ایک دلکش اور خوبصورت تہوار ہے، اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، بعض لوگ بسنت اور میراتھن میں نیکر پہنی لڑکیوں پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اُن کی اپنی بیٹیاں امریکہ میں پڑھتی ہیں' انہیں وہاں کوئی اعتراض نہیں، جس کو نیکر پر اعتراض ہو وہ اپنی آنکھیں بند کر لے یا اپنا ٹی وی بند کر دے۔''

قارئین! آپ نے پرویز بادشاہ کے ارشادات ملاحظہ فرمائے۔ ہم نے اُن کے بے شمار بیانات کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ انہوں نے جس بے باکی سے اپنا نصب العین اور مقاصد واضح کیے ہیں' اس کے بعد اُن کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے میں کسی قسم کا ابہام نہیں رہتا۔ وہ نشۂ اقتدار میں بدمست ہو کر قہرِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

پرویز' امریکہ و برطانیہ کی تصدیق شدہ اور منتخب شخصیت ہیں۔ وہ بش اور بلیئر سے بے پناہ محبت کرتے ہیں لیکن دوسری طرف معاملہ برعکس ہے۔ وہ انہیں صرف اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ پرویز' جس پروگرام کی تکمیل کے لیے چنے گئے ہیں' وہ یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام اور اس پر عمل کرنے والوں کے لیے عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے، مدارس و مساجد حکومت کی تحویل میں ہوں، حکمران امریکہ کے غلام و فرماں بردار ہوں۔ جس پارلیمانی نظام کو بچانے اور جمہوریت کے فروغ کے لیے علماء و دینی قوتیں سرگرمِ عمل ہیں' آئندہ اسمبلی میں وہ نہیں ہوں گے۔ ہر آدمی دین پر رائے زنی کرے اور اپنی پسند و خواہش کے مطابق ترمیم و تنسیخ کر لے۔ پوری دجالی قوت اس پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہے۔ قادیانیوں، آغا خانیوں اور دہریوں کو روشن خیالی کے نام سے مسلم اکثریت پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ مذہبی حوالہ قوم کے لیے شرمساری اور بے عزتی کا باعث قرار دے دیا گیا ہے۔ مسٹر جناح کا پاکستان ٹوٹ چکا ہے۔ نیا اور روشن خیال پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھر رہا ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا' دینی قوتوں کے لیے خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ اسے من و عن قبول کر کے مفاہمت کا راستہ اختیار کرنا تو اجتماعی موت کے مترادف ہے اور حوصلہ و تدبیر، غور و فکر کے ساتھ استقامت اور مزاحمت کا راستہ اختیار کرنا حیاتِ ابدی کی ضمانت ہے۔ دشمن اپنے عزائم میں واضح اور کھلا ہے۔ اس سے لڑنا آسان تھا۔ یقیناً ہم سے کوتاہی اور نافرمانی ہوئی ہے جس کی سزا کے طور پر ایسا جری دشمن ہم پر مسلط ہے۔ وقت کم اور مقابلہ سخت ہے۔ ہم اس آزمائش و امتحان کے قابل تو نہیں لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے بہر حال ہمیں کوئی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ وہی راستہ جو نبی آخر ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ دین و ملت اور وطن دشمن سے قوم کو نجات دے۔ ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے اور دین کا محافظ حاکم عطاء فرمائے۔ (آمین)

ذوالکفل بخاری

مشفق خواجہ چلے گئے

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

اردو کے ممتاز محقق، نقاد اور شاعر مشفق خواجہ ۲۱ر فروری کو کراچی میں ۶۹ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ وہ ایک خاص علمی روایت اور ایک خاص دبستان کے شاید آخری نمائندے تھے کہ جو جاتے ہوئے اپنے ساتھ شائستگی، شگفتہ گفتاری، بذلہ سنجی اور بے ریا و بے لوث علم دوستی کی ''حدِ کمال'' تک پہنچی ہوئی وہ سب خوبیاں بھی سمیٹ کر لے گئے جو اُن کے وجود میں یکجان و یک قالب ہو چکی تھیں۔

مشفق خواجہ کے تحقیقی کارناموں کی فہرست بہت طویل ہے۔ تحقیق کی دنیا میں جو اعتبار، جو احترام اور جو مقام انہوں نے اپنے لیے پیدا کیا، اس کے حوالے سے وہ اپنی معاصر نسل کے ادیبوں میں بلاشبہ سب سے ممتاز درجے پر فائز تھے۔ ادب کے قارئین کی عمومی دلچسپی، مشفق خواجہ کے شہرہ آفاق کالم ''سخن در سخن'' سے زیادہ رہی، جسے وہ ''خامہ بگوش'' کے قلمی نام سے سال ہا سال تحریر کرتے رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کالموں کے ذریعے سے ادب کے ایک عام قاری سے لے کر تحقیق و تخلیق اور تنقید و تدوین کے بالانشینوں تک، سب پر لطفِ سخن کی ایک انوکھی دنیا منکشف ہوئی۔ ایک ایسی دنیا جس میں صرف اور صرف سچائی کا سکّہ چلتا تھا۔ بے آمیز، بے لاگ، بے غرض اور بے پناہ سچائی۔ معلومات کا تنوع، زبان کا چٹخارہ، اسلوب کی رنگا رنگی، تہذیب کا رچاؤ اور تحریر کا بہاؤ...... یہ وہ عناصر تھے، جنہیں باہم نجانے کیسی جادوگری سے ملا کر ''خامہ بگوش'' نے کالم کی شکل دے دی تھی۔

ایک ایسا ادبی ماحول جو سراسر غیر ادبی عناصر سے ترکیب پا رہا ہو، جس سے تشہیری، تجارتی اور تزویری مقاصد کے حصول کے لیے ستائش باہمی، پروپیگنڈہ، نعرے بازی اور دھڑے بازی سمیت دنیا کی ہر برائی، ہر سازش، ہر خیانت جائز اور روا قرار دی جا چکی ہو۔ ایسے ماحول میں مشفق خواجہ کا وجود مغتنمات میں سے تھا۔

ابھی دو سال پہلے میرزا یگانہ کا کلیات، ایک ہزار صفحوں پر مشتمل شائع ہوا تو اہل نظر نے جانا کہ اس ''ادبی معجزے'' کی نمود، مدوّن و مرتب مشفق خواجہ کے سالہا سال کی دیوانہ وار جستجو سے ممکن ہو پائی تھی۔ انہیں یگانہ سے خصوصی دلچسپی تھی۔ آج ان کی وفات پر جہاں بہت سی ذاتی یادیں ہجوم کر رہی ہیں۔ یگانہ ہی کا ایک شعر بھی بہت یاد آ رہا ہے کہ ؎

ہوا جو بگڑی تو ٹھنڈا ہی کر کے چھوڑے گی
ہزار شعلۂ بے باک سرکشیدہ سہی !

درسِ قرآن
محمد احمد حافظ

سود کی حرمت

﴿ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا یَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَایُظْلَمُوْنَ ﴾ (البقرہ:۲۷۸ تا ۲۸۰)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے۔ اگر تمہیں اللہ کے فرمان کا یقین ہے۔ پس اگر نہیں چھوڑتے ہو تو پھر تیار ہو جاؤ اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کو۔ اور اگر تم توبہ کر لیتے ہو تو تمہارے لیے ہے۔ اصل مال تمہارا۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔ اور اگر کوئی شخص تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے فراخی ہونے تک اور اگر صدقہ کر دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لیے۔ اگر تم کچھ جانتے ہو اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔‘‘

خلاصہ: آیات بالا اور ان سے گزشتہ آیات میں سود کی حرمت اور اس کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اہل ایمان کو ایمان کی نسبت سے پکار کر کہا گیا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام وفرامین پر سچا یقین رکھتے ہو تو پھر سودی لین دین کو قطعی طور پر ترک کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ سمجھو اور اگر تم اللہ کے حضور جھک کر توبہ کر لو اور سود کھانے سے باز آ جاؤ تو پھر تمہارے لیے اصل مال ہی کافی ہے۔ تمہیں رأس المال مل جائے گا۔ اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہو تو ادائیگی قرض کے لیے اسے کچھ مہلت دو، اس پر بے جا دباؤ ڈال کر پریشان نہ کرو بلکہ اگر تم دیکھو کہ وہ اپنی سعی وکوشش کے باوجود قرض کی ادائیگی میں مشکل محسوس کر رہا ہے تو اسے اپنا قرض صدقہ کر دو (یعنی معاف کر دو) حدیث شریف میں ہے:

’’جو شخص یہ چاہے کہ اس کے سر پر اس روز اللہ کی رحمت کا سایہ ہو جبکہ اس کے سوا کسی کو کوئی سایہ سر چھپانے کے لیے نہیں ملے گا تو اسے چاہیے کہ تنگ دست مقروض کے ساتھ نرمی اور سہولت کا معاملہ کرے یا اس کو معاف کر دے۔‘‘ (طبرانی)

آخری آیت میں آخرت اور فکر آخرت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تمہیں اللہ رب العزت کے پاس لوٹایا جانا ہے، وہاں ہر شخص کو اپنے اپنے عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ یہ اس لیے فرمایا کہ سود کھانے والے کو یقین رہے کہ وہ اوّل تو ہمیشہ اس دنیا میں رہے گا نہیں کہ زیادہ سے زیادہ دنیا سے فائدہ حاصل کر سکے۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ

اس دنیا میں اپنے عمل بد پر مواخذہ سے بچ گیا تو آخرت میں اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہی ہے‘ وہاں اس کے لیے کوئی جائے فرار نہیں ہوگی۔

سود کی مذمت وممانعت کیوں؟

قرآن مجید میں متعدد جگہ سود کی ممانعت آئی ہے جہاں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے اسلوب میں بے حد شدّت اور تحکّم پیدا ہوجاتا ہے۔ انسانوں میں ایک سے بڑھ کر ایک گناہ پایا جاتا ہے جو اپنی شناعت وخباثت کی بناء پر بے حد ملعون قرار پاتا ہے۔ لیکن کسی بھی گناہ پر اللہ رب العزت نے باقاعدہ اعلانِ جنگ نہیں فرمایا‘ جیسا کہ سود کے معاملے میں۔ حدیث شریف میں بھی اس کی ممانعت شدّت کے ساتھ آئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْءً اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ﴾ (ابن ماجہ وبیہقی)

’’سود کے ستر حصے ہیں اور سب سے کم تر حصہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے‘‘

اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر اکثر گناہ تو اپنی ذات میں واحد ہیں لیکن سود مجموعہ معاصی اور ظلم وجور کا منبع ہے۔ جب معاشرے میں سود پنپتا اور پھیلتا ہے تو ایسے رذائل جنم لیتے ہیں جو بنی نوع انسان کی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ سودی معیشت ایک خاص طرزِ معاشرت کو جنم دیتی ہے۔ اس طرزِ معاشرت میں خواہش نفس آوارہ وبے لگام، لذت پرستی عام اور انسان حریص وحاسد اور خواہشات نفس کی تکمیل میں سفاک ہوجاتا ہے۔ بخل لوگوں کی عادتِ ثانیہ بن جاتا ہے اور انسان طولِ امل کا شکار ہوکر تعیّشات میں گھر جاتا ہے۔ ہر معاملے کو مادی فوائد کی نظر سے دیکھا جانے لگتا ہے۔ دریں صورت خاندان جیسے اہم اور معتبر معاشرتی ادارے کی شکست وریخت ہونے لگتی ہے۔ جب سودی معیشت کے نتیجے میں خود غرضی اور حرص وحسد کا غلبہ ہوتا ہے تو قربانی وایثار، انفاق وجہاد فی سبیل اللہ، قناعت اور صبر وتحمل جیسی تمام اعلیٰ صفات معاشرے سے مفقود ہوتی چلی جاتی ہیں۔ عبادت وبندگیٔ رب بے معنیٰ ہوکر رہ جاتی ہے۔ انسان عبدِ الٰہ بننے کی بجائے عبدِ دینار بن جاتا ہے۔ فی زمانہ پورا معاشرہ حقیقتاً سودی معشت میں جکڑا ہوا ہے اور شاید ہی کوئی آدمی ہوگا جو سود کھانے سے بچا ہوا ہو، ورنہ حقیقتاً یہ دور حضور ﷺ کے اس ارشاد کے عین مطابق ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

’’ایک زمانہ ایسا آئے گا جب ہر آدمی سود کھانے لگے گا اگر خود نہیں کھاتا ہوگا تو اس کا دھواں تو ضرور اس تک پہنچے گا۔‘‘ (ابوداؤد)

دیکھا جائے تو سود ربا اس زمانے میں ایک وبائی صورت اختیار کرچکا ہے اور اس نے انسانی فطرت کا ذائقہ تک تبدیل کردیا ہے۔ جو چیز پوری انسانیت کے لیے معاشی بربادی کا سبب ہے اسی کو معاشی مسئلے کا حل سمجھ لیا گیا ہے۔

سود خور کے لیے مذہب کی وعیدیں

سود خوری ایسا فعل شنیع ہے کہ اللہ تعالیٰ سود خور کی موت کا انتظار نہیں فرماتے بلکہ اس کی ہلاکت وبربادی کا آغاز اسی دنیا سے ہوجاتا ہے تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے۔ سودی کاروبار اچانک تباہ ہوجانا، کروڑ پتی کا دیکھتے ہی دیکھتے دیوالیہ ہوجانا عام

مشاہدے کی باتیں ہیں۔اس کے علاوہ سود خور نفسیاتی طور پر تباہی کی طرف گامزن رہتا ہے کیونکہ اس کا زندگی سے امن وسکون جیسی نعمت مفقود ہو جاتی ہے اور وہ ہر وقت بے چینی اور خوف زدگی کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ حضور ﷺ نے اسے ملعون قرار دیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

''لعنت ہو سود لینے اور کھانے والے پر اور سود دینے اور کھلانے والے پر اور سودی دستاویز لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر (آپ نے فرمایا) یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں'' (صحیح مسلم)

اخروی عذاب کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس رات مجھے معراج ہوئی۔ میرا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی مانند تھے اور ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ (جو ایسے دردناک عذاب میں مبتلا ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خور لوگ ہیں۔'' (مسند احمد)

سود کے شائبے سے بچنے کی ضرورت ہے

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربا والی آیت جس میں ربا کے قطعی حرام ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے آخری دور میں نازل ہونے والی آیات میں سے ہے۔ حضور ﷺ اس دنیا سے اٹھا لیے گئے اور آپ نے ہمارے لیے اس کی پوری تفسیر وتشریح نہیں فرمائی۔ لہٰذا ربا کو بالکل چھوڑ دو اور اس کے شبہ اور شائبے سے بھی پرہیز کرو۔'' (سنن ابن ماجہ)

مقامِ فکر ہے کہ آج ہم اسلام کے نام لیوا ہونے کے باوجود شبہ وشائبہ کو ترک کرنے کی بجائے خالص سود کو بھی بے دریغ اپنے پیٹوں کا ایندھن بناتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اس پر بجائے شرمندگی و شرمساری کے پوری ڈھٹائی کے ساتھ جواز کے لبادے پہنانے کی کوششیں بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ من حیث المجموع اللہ و رسول سے جنگ کے مرتکب بھی ہو رہے ہیں اور دانستہ و نادانستہ ملعون بھی قرار پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔

علماء امت کی ذمہ داری

سود کی موجودہ دور میں کوئی ایک شکل متعین نہیں ہے۔ یہ نئی سے نئی شکل میں خفیہ وعلانیہ طریقوں سے ہماری غذا' ہمارے لباس' ہمارے مکان' ہماری دکان اور تجارت میں شامل ہو رہا ہے۔ علماء امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سود خوری کی ہر شکل کا ادراک حاصل کر کے امت پر اسے واضح کریں اور اسے سود خوری سے اجتناب برتنے کی تلقین کریں۔ یہ ان کا فرضِ منصبی ہے' وہ اگر اس فرض کو نہیں نبھائیں گے تو یقیناً اس آیت کا مصداق ٹھہریں گے جس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ (المائدہ، ۶۳)

''ان کے مشائخ وعلما ان کو گناہ کی بات اور سود کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے واقعی یہ ان کی بری بات ہے''۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نہ صرف سود خوری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں بلکہ اپنی گردنوں پر مسلط سودی معیشت کا طوق بھی اتار پھینکنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

درس حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی

توبہ واستغفار

آدمی ابن آدم ہے، اس سے گناہوں کا ارتکاب ہوہی جاتا ہے۔ اگر کسی ایمان والے کے اندر اپنے رب کا خوف اوراس کے سامنے جوابدہی کا یقین ہے اور اگر وہ اس کے بے پایاں احسانات و بے گنتی انعامات کا شکر گزار ہے تو یقیناً اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا، اس کو اپنی غلطی پر شرمندگی اور اپنی ناشکری و نافرمانی پر احساس جرم ہوگا۔ اس کو محسوس ہوگا کہ وہ اپنے مالک وآقا سے دور ہوگیا ہے، اس کی نگاہوں سے گر گیا ہے۔ وہ دلی رنج وندامت کے ساتھ ایک مرتبہ اپنے رب کی طرف واپس ہونے، اس کے قرب کی لذت حاصل کرنے، اس کو منانے اور راضی کرنے کا عزم کرے گا اور ارادہ باندھے گا کہ وہ اللہ کی رضا جوئی اور اس کی فرماں برداری سے اپنی غلطی ونافرمانی کی تلافی کی کوشش کرے گا...... کسی مؤمن کے دل کی یہ کیفیت اور اس کا یہ عمل شریعت کی اصطلاح میں توبہ کہلاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب کسی ایمان والے بندے کو توبہ کی کیفیت نصیب ہوگی تو وہ اپنے کریم آقا سے اپنے گناہوں کی بخشش اور ان کی سزا معاف کرنے کی درخواست بھی کرے گا، اس کا یہ معافی مانگنا استغفار ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ معافی مانگتے وقت وہ اپنی نافرمانیوں پر پشیمان ورنجور ہوگا، آئندہ کے لیے گناہوں سے دور رہنے کا عزم بھی کرے گا اور اپنے رب کو راضی کر لینے کی کوشش بھی کرے گا۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ توبہ واستغفار ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں یعنی ہمیشہ استغفار کے ساتھ توبہ کی کیفیت اور توبہ کی کیفیت کے ساتھ استغفار ومعافی طلبی ضرو پائے جاتے ہیں۔

کریم ورحیم کی شان غفاری وتوّابی

ہمارا رب نہایت رحیم وکریم ہے، اس کی رحمت بے حد وسیع ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا ہے (اور کیا شبہ سچ بتلایا ہے) کہ وہ اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے (بخاری)، بڑے سے بڑے گناہ گاروں، پاپیوں اور اپنے باغیوں کو وہ ذرا سی معافی مانگنے پر معاف کردیتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ معاف کردیتا ہے بلکہ معاف کرکے خوش ہوتا ہے اور فرشتوں سے اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کسی کے گناہوں کی کثرت اس کی غفاری کو روک نہیں سکتی۔ بس شرط یہ ہے کہ بندہ اس کے سامنے جھک کر، شرمندہ ہوکر اپنی عاجزی کا اظہار کرے معافی مانگے اور اپنے مجرمانہ طریقہ کو چھوڑنے کا اظہار وارادہ کرے۔ خداوند قدوس کی غفاری وستاری کے بیان کو رحمت اللعالمین ﷺ نے خوب خوب بیان فرمایا ہے۔ چند حدیثوں کا مطالعہ فرمایئے:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: گناہوں سے توبہ کر لینے والا گنہگار بندہ بالکل اس بندے کی طرح ہوجاتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔''

(ابن ماجہ، طبرانی)

دنیا میں جب کسی غلط کار یا مجرم کو ندامت اور معافی مانگنے پر معاف کیا جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو اپنے کیے کی سزا نہیں دی جاتی۔ اگر کسی نے اپنی ندامت اور اصلاح حال کا عملی ثبوت دیا تو یہ ہوتا ہے کہ اس سے ناراضی ختم کر دی جاتی ہے مگر کہیں یہ نہیں ہوتا کہ اس کو وہ مقام دے دیا جائے جو نیکوکاروں اور گناہ نہ کرنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ نرالا ہے۔ اس کی بارگاہ میں اگر کسی کی شرمندگی قابل رحم قرار پائی اور اگر کسی کی ندامت آمیز توبہ نے بار پالیا تو اس کی سزا بھی معاف ہوتی ہے، اللہ اپنی ناراضی ختم کر کے اس سے راضی بھی ہوتا ہے، بلکہ وہ اس کو گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دیتا ہے کہ وہ بالکل معصوموں اور نیکوکاروں کی طرح اس کا محبوب اور پیارا قرار پاتا ہے۔ سبحان اللہ!

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بندہ گناہ کرتا ہے، (پھر اس کو اللہ کا خیال آتا ہے) تو کہتا ہے: اے اللہ میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا، مجھے معاف فرمادے، اس کے جواب میں اللہ (فرشتوں کو مخاطب کر کے) کہتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا، پھر اس کو خیال ہوا کہ اس کا ایک مالک ہے، وہ چاہے گا تو گناہ معاف کر دے گا اور چاہے گا تو پکڑے گا، میں اپنے بندے کو بخشتا ہوں اور اس کا گناہ معاف کرتا ہوں۔

پھر کچھ وقت کے بعد دوبارہ گناہ کر لیتا ہے، پھر وہ اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ خدایا میرے گناہ کو معاف فرمادیجئے، پھر اللہ کہتا ہے: میرے بندے نے گناہ کیا، پھر اس کو یاد آیا کہ اس کا ایک رب ہے وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور چاہے گا تو پکڑے گا اور سزا دے گا۔ (فرشتو! گواہ رہنا) میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔

پھر وہ بندہ تیسری مرتبہ گناہ کرتا ہے، پھر نادم ہو کر عرض کرتا ہے، میرے مالک! مجھ سے پھر گناہ ہوگیا مجھے معاف کر دیجئے، پھر اللہ تعالیٰ (اسی طرح فرشتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے) کیا میرے بندے کو معلوم ہوا کہ اس کا رب معاف بھی کر سکتا ہے، اور اس کو یہ قدرت بھی ہے کہ وہ گناہ گار کو سزا دے، میرے بندے میں تجھے معاف کرتا ہوں، اب تو جو چاہے کر۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ حال کسی ایک بندے کا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا بندوں سے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی گناہ کر کے سچے دل سے اس سے معافی مانگتا ہے تو وہ اس کو معاف فرماتا ہے۔ پھر اس کی کریمانہ شان یہ بھی ہے کہ اگر وہ بندہ بار بار گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمساری کے ساتھ توبہ واستغفار بھی

کرتا رہتا ہے تو اللہ اس کو ہر بار معاف کرتا ہے، یہ اس کی کریمی ورحیمی ہے۔

حدیث کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بار بار گناہ کرنے اور معافی مانگ لینے والے بندے کی معافی کے اعلان کے بعد یہ جملہ ہے کہ ''میرے بندے جا! میں تجھے معاف کرتا ہوں، اب تو جو چاہے کر'' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب اس کو گناہوں کی اجازت دے دی گئی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے غفاری کے قانون سے باخبر کرتے ہیں کہ وہ چاہے جتنی بار گناہ کر کے اس کی غفاری کی پناہ ڈھونڈے گا اس کو پناہ دی جائے گی، بس شرط یہ ہے کہ اس کی توبہ سچی ہو......یہیں یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ایک ایسے بندے پر جو اپنے بار بار گناہوں سے شرمسار ہو کر اپنے رب سے معافی کا طلبگار رہتا ہے اس قسم کے کریمانہ اعلان کا کیا اثر پڑے گا اور اس کے دل میں اپنے رب کی کامل اطاعت گزاری و وفاداری کا کیسا جذبہ پیدا ہوگا۔

ان احادیث میں (اور آئندہ آنے والی احادیث میں بھی) اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی جو رحیمانہ شان بیان کی گئی ہے وہ یقیناً ہم گناہ گاروں وخطا کاروں کا بڑا سہارا و آسرا ہے، اس قسم کی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دربار میں کوئی محروم نہیں سوائے اس کے جو ایسا متکبر و غافل ہو کہ گناہ پر گناہ کیے جائے مگر کبھی اس کو شرم نہ آئے، کبھی اپنے رب کے سامنے حاضری کا خوف نہ ہو اور وہ ایسا نڈر و بے باک ہو کہ اپنے مالک سے معافی بھی نہ مانگے۔

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

مرکزِ احرار
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

31 مارچ 2005ء
بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

فون: 061-4511961

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

اسلامی سال نو کا پیغام

اُمت مسلمہ کے نام

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قرآن میں ارشاد ہے:

﴿ان عدة الشهور عند الله اثنا عشرا شهراً في كتاب الله يوم خلق السموٰت والارض منها اربعة حرم ذالک الدين القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم و قاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافه،واعلموا ان الله مع المتقين.﴾

''اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان و زمین' ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں، یہی سیدھا دین ہے۔سو اِن میں اپنے اوپر ظلم مت کرو اور سب مشرکوں سے ہر حال میں لڑو جیسے وہ تم سے ہر حال میں لڑتے ہیں اور جان لو اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔'' (پارہ:۱۰،التوبہ،آیت ۳۶)

اسلام میں دنوں، مہینوں اور سالوں کی حیثیت وہ نہیں جو دیگر اقوام میں تھی یا اب بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صرف دو عیدوں کو شرعی حیثیت بخشی اور بس! مگر مسلمانوں نے کافرانہ تہذیبوں کے اختلاط اوران کے سماجی رسم ورواج سے متاثر ہوکر یا مقابلہ وتقابل میں مبتلا ہوکر اسلامی تہواروں کی وہ کثرت پیدا کی کہ دوسری قوموں سے ہیچ ہوکر رہ گئے۔اسی طرح کچھ لوگوں نے مسلمانوں کے سالِ نو کے آغاز کو ہندومت سے متاثر ہوکر رونے پیٹنے اور سر میں خاک ڈالنے کی رسوم بد کے لیے مخصوص کر دیا۔حالانکہ خیر وبرکت اور مبارک وسعادت سے ہونا چاہیے۔

نئے اسلامی سال کا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو ماننے والے اس کی حاکیت کو بغیر کسی حیل و حجت کے تسلیم کرلیں۔مصلحت وقت، پالیسی اور عقلیّت کے پیچھے نہ بھاگیں۔اسلام اور عقل دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔عقل کی نعمت اس لئے بخشی کہ تمدن پیدا کیا جائے، معاشرہ میں سلامتی کی راہ ہموار کی جائے اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ اس دنیا میں اسلام کے بغیر سلامتی کا تصور ہی ادھورا ہے۔سلامتی' اسلام کو تسلیم کرنا ہے۔اسی سے سلاست روی جنم لیتی ہے۔انسانیت کا اونچا مقام و مرتبہ یہی ہے کہ عقل سلیم اور فہم مستقیم سے اس دارالعمل کو کارگاہِ خیر بنادیا جائے۔

تمدن اور سلامتی معاشرہ میں خیر غالب سے عبارت ہے اور جو عقل' خیر کو غالب نہیں کر پاتی، عقل نہیں جہل ہے۔قرآن کریم میں اسی عقل سلیم کو غور وفکر کی بار بار دعوت دی گئی ہے اوران مفکرین کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، اسی کی

بنیاد پر پوری کائناتِ انسانی اور اہل ایمان کو دوہری دعوت دی گئی ہے۔ ایک جگہ اہل ایمان کو خصوصی خطاب کیا گیا ہے۔

﴿یا ایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن﴾

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع مت کرو۔'' (پارہ:۲، البقرۃ، آیت:۲۰۸)

ایمان والوں کو دوبارہ دامنِ اسلام میں مکمل آجانے کی دعوت حکم کی صورت میں دی جارہی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ عقل وبصیرت والے غور کریں، تفکر کریں تو جواب مل جائے گا کہ ایسا اسلام جو تن آسانیاں بخشے، راحتیں وافر عطا کرے، جس میں کلفتیں، آسائشوں میں تبدیل ہو جائیں وہ اسلام تو قبول کر لیا جائے لیکن ایسا اسلام جو نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مطابق سراپا جہد زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتا ہو، جس میں وقت، مال وجان اور عزت وآبرو بھی قربان کرنا پڑے، مشکلوں، مصیبتوں اور آفتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا پڑے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح موت کو سرابِ زندگی سے زیادہ لذیذ ماننا پڑے۔ وہ اسلام نہ قبول کیا جائے۔ تو یاد رکھیے! یہ اسلام من پسند تو کہلائے گا، خدا پسند نہیں۔ اور ایسے مسلمان اسلام کی اپوزیشن سمجھے جائیں گے۔ اس لئے کہ اسلام کی عملی تصویر صحابہ کرامؓ نے پیش کر کے بتا دیا کہ اسلام میں پورا داخل ہونے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اگر ہمارے سامنے لاکھوں صحابہؓ کی زندگی نہ ہوتی تو اتباع کا مسئلہ یقیناً سوال بن جاتا۔ لیکن اب تو موجودہ مسلمان اور ان کا اسلام جو سلامتی سے محروم ہے، سلامت روی سے مہجور ہے، تمدن اور خیر غالب سے دور ہے، خود سوال بن کے رہ گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ موجودہ مسلمان خوردہ فروش سے لے کر حکمران تک سیاست، مصلحت، وقت کی نزاکت، حالات کا تقاضا، پالیسی، حکمتِ عملی، لبرل ازم، روشن خیالی اور سائنٹیفک اپروچ ایسے خوبصورت الفاظ کی بدصورت تفسیر کا صیدِ زبوں ہے۔ اور یہ بربادی ''خطوات الشیٰطین'' کی اتباع کی بدولت ہے۔

اللہ نے اسلام نازل کیا تو اس کے نفاذ اور اس کی حاکمیت کے قیام کیلئے اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بخشا یعنی قانون اور طریقۂ نفاذ دونوں عطا فرمائے۔ ایسا ہر گز نہیں کہ شریعت تو دے دی مگر اس کے نفاذ کیلئے ہماری سوچ اور اپروچ کو معیار اور سند بنا دیا گیا ہو۔ پس ایسے لوگ جو خود کو سند بناتے اور منواتے ہیں۔ اپنی تعبیر کو اللہ کی منشا کہتے ہیں اور اپنی تفسیر کو اللہ کا فیصلہ کہہ کر سناتے اور مخلوق کو بہکاتے ہیں، قرآن نے انہی لوگوں کو کہا ہے۔

﴿لَا يُفْلِحُوْنَ﴾ ''وہ کامیاب نہیں ہوں گے''

قرآن ان لوگوں سے یوں بھی مخاطب ہوتا ہے:

﴿مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسے فیصلے کرتے ہو''؟

خدا جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے

اس بدحالی میں جو قوم یا جماعت فلاح کے لئے غیروں کے دروازے سے خیر کی بھیک مانگتی ہو، بار بار در بدر خاک بسر ہوتی ہو، قرآن انہیں کہتا ہے:

﴿لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾

''اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہوگا۔'' (پارہ:۱۸، المومنون، آیت:۱۱۷)
یعنی دنیا و آخرت کے گھاٹے کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔

وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُسے کسی صورت میں یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ مسلمان کہلاتے ہوئے صرف دنیا کی زندگی کے لیے وقف ہو کے رہ جائے۔ صرف دنیا کی زندگی کے لیے جدوجہد تو کافروں اور مشرکوں کا مطمح نظر ہے کیوں کہ موت کے بعد کی حیاتِ طیبہ پر ان کا عقیدہ و یقین نہیں ہے اور مسلمان کہلانے والوں کا تو یقین ہی یہ ہے کہ ''الدنیا مزرعة الاخرة'' دنیا آخرت کی کھیتی ہے (ارشادِ رسول علیہ السلام) یعنی کاشت دنیا کی زندگی میں کرنی ہے اور کٹائی موت کے بعد کرنا ہے مسلمانوں کی ساری جدوجہد کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ دنیا میں زندگی کے تمام شعبوں میں جُہد للبقاء، اور ارتقاء، کے نام پر جتنی محاذ آرائی کی جارہی ہے اس محاذ آرائی کا رُخ موڑ دیا جائے اور اس جُہدِ للبقاء اور ارتقاء انسانی کا مرکزی فکر جُهد لِلعُقبیٰ بنا دیا جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج کا انسان ایک مرتبہ پھر ترقی، ارتقاء، اکتشافات، اور علم کے زُعم میں تنزل، رجعت، گم گشتگی اور جہالت کے لق ودق صحرا اور وادیٔ فنا میں اتر جانے کیلئے سرپٹ دوڑتا ہے۔ ان حالات میں دعوتِ احرار یہ ہے کہ عام مسلمان جو غفلت وخواہشات کی ابلیسی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں انہیں جھنجوڑا، جگایا اور آزاد کرایا جائے۔ محض دنیا کی جھوٹی تمناؤں میں گھری ہوئی امت کی کشتی کو ساحلِ مراد تک پہنچایا جائے۔ تاکہ اُمت کو دنیاوی سلامتی واُخروی فلاح ونجات مل سکے۔ دنیا میں سلامتی اور آخرت میں نجات صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم مل کر ایک مضبوط طریقہ کار سے اپنے آپ کو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی روشن راہ پر ڈالیں کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر منزل مراد حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جسے قرآن کریم نے واضح اور دوٹوک لفظوں میں بزبان حضور خاتم النبیین ﷺ یوں بیان فرمایا۔

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾

''تحقیق بے شک وشبہ یہ میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے (صراطِ مستقیم ہے) تم اسی راہ پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو (دیگر نظامِ زندگی مت اپناؤ) پس وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے جُدا کر دیں گے۔ اسی کی تاکید ہے تمہیں، تاکہ تم دوسرے راستوں سے بچو۔'' (پارہ:۸، الانعام، آیت:۱۵۳)

اس راستے کے تمام راہ نوردوں کو یہ بات ہر وقت پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ اس راستے پر چلتے ہوئے قربانی وایثار کی بلند صفتیں اپنے اندر پیدا کرنا بہت ضروری ہیں کیونکہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی دیگر صفاتِ عالیہ کے ساتھ ساتھ ایثار وقربانی ان کی بنیادی خصوصیت اور صفت قرار دی گئی ہے۔

﴿یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

''وہ اپنی جانوں کا ایثار کرتے ہیں اگر چہ خود فاقہ سے ہوں۔'' (پارہ:۲۸، الحشر، آیت:۹)

ہم نے جب اس راستہ پر چلنے کا قصد کیا ہے اور منزل تک پہنچنے کا عزم کیا ہے تو پھر ہمیں بھی ایثار کرنا ہے۔ کس چیز کا ایثار؟

وقت کا، مال کا، جان کا ایثار، ہمت کا، توانائی کا، عزم کا ایثار، ذہانت کا، دیانت کا شعور کا ایثار

غرض یہ کہ وہ تمام توانائیاں جو انسانی معاشرہ کے باطنی حسن و جمال کو اجاگر کریں اور سماج کے ظاہری نظام کو رعنائیاں بخشیں اور امت کو صراطِ مستقیم پر لے آئیں۔ اس راہ میں بغیر کسی دنیاوی لالچ کے صَرف اور قربان کر دی جائیں۔ کیونکہ امت کو صراطِ مستقیم پر لانے کا کام ایسا خوبصورت، حسین وجمیل، پُرکشش، سُہانا اور من بھاونا ہے کہ اس پر عزت وناموس بھی نثار ہو جائے تو یہ سودا ستا ہے مہنگا نہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (پارہ:۱۱، التوبہ، آیت:۱۱۱)

''بے شک اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔''

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جا و بے جا اپنی توانائیاں ضائع کی جائیں بلکہ حالات کا جائزہ لے کر مستقبل کے نتائج پر غور وفکر کر کے پھر عملی قدم اُٹھایا جائے تا کہ عاقبت میں بے تدبیری کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ بہ قول حضرت سعدی شیرازی رحمہ اللہ:

زمینِ شور سنبل بر نیارد
درو تخمِ عمل ضائع مگر داں

شور، کلر اور سیم زدہ زمین پھول نہیں اُگاتی، اس میں عمل کا بیج ڈال ڈال کے بیج برباد نہ کر۔

اور حضور رحمت اللعالمین ﷺ کو اللہ پاک نے فرمایا:

﴿لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ﴾

''شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے کے غم میں، رنج کرتے جان دے دیں گے۔'' (پارہ:۱۹، الشعراء، آیت:۳)

یعنی ان کی پروا اور فکر چھوڑیں، آپ کے ذمہ صرف بلاغ وابلاغ ہے۔ اس راہ کی مشکل گھاٹی بھی یہی ہے کہ صراط مستقیم پر امت کو لاتے لاتے آدمی تھک جاتا ہے اور حالت کچھ ایسی ہو جاتی ہے کہ چہرہ پژمردہ، اعصاب شکستہ، دل

گرفتہ، تھکا تھکا سا، اندر سے ٹوٹا ہوا، بکھرا ہوا آدمی، کھویا کھویا سا نظر آتا ہے۔ مگر اس کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ کسی اور کو منوانا ہمارے ذمہ نہیں بلکہ پکارنا، بلانا، صدا لگانا ہمارے ذمہ ہے اور بس، دلوں کی دنیا بدلنے والا صرف اللہ ہے اور وہی ہے جو خزاں کو بہار میں بدلتا ہے۔ پس اپنی ظاہری محنت کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر ہدایت کی بھیک مانگنا یہ بھی فرض ہے۔ گویا ہدایت عامہ کیلئے اجتماعی دعا و درخواست انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین کا شیوہ ہے۔ ظاہری وسائل کی فراوانی اس وقت تک ہدایت پیدا نہیں کرتی جب تک آہِ نیم شبی اور دعاء سحر گاہی کا آمیزہ ان وسائل کی روح نہ بن جائے اور یہی وہ دعوت ہے جو رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔

پھر ہماری دعوت تو رہبانیت سے پاک ہے۔ ہم تو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا رخ موڑنا چاہتے ہیں' مگر ایسے کہ آدمی نہ تو دنیا اور اس کی لذتوں کا بھکاری بن کر رہ جائے اور نہ ہی لبادۂ مکر اوڑھ کر لوگوں کی آرزوؤں کا قتل کیا جائے اور نہ ہی کارکنوں کو معاشی مصیبتوں میں گرفتار کیا جائے۔ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معیارِ حق حیات طیبہ کی اتباع کرتے ہوئے یہ دعوت عام کرنی ہے۔

ہماری تمام گزارشات آپ نے پڑھ لیں، ان پر دل کی گہرائی میں ڈوب کر غور وفکر کریں، پھر قلزمِ دل سے اٹھنے والی صدائے لاہوتی پر لبیک کہتے ہوئے ایک جذبۂ صادقہ سے مرصع ہو کر آئیں اور ہمیں اپنی رفاقت کا شرف بخشیں تاکہ ہم آپ کی رفاقت میں اپنی بڑھتی ہوئی طاقت سے حوادث کا رخ موڑیں۔ ثقافت کے طوفان کو روکیں، عداوتوں کا منہ توڑیں اور بغاوتوں کے عفریت کو موت کی وادی میں دھکیل دیں۔ آپ کی رفاقت ہماری حوصلہ افزائی کرے گی، دل بڑھائے گی اور ان شاء اللہ دین کے ارتقائی عمل کو جاری وساری رکھنے کا موجب ہوگی، پھر ہم بھرپور قوت سے منزلِ مراد پا کے رہیں گے۔ اور......اگر......خدانخواستہ......ہم اپنی محنت کا پھل نہ کھا سکے، اپنے جانکاہ عمل کا نتیجہ نہ پا سکے اور صراطِ مستقیم پر اپنی طاقت کے مطابق چل کر بھی دنیا میں منزل مقصود حاصل نہ کر سکے تو یقین کیجئے کہ مرنے کے بعد کی زندگی میں جو حیات طیبہ کہلاتی ہے۔ مجھ سے یا آپ سے ہرگز یہ سوال نہیں ہوگا کہ تم کتنے کامیاب ہوئے، تمہاری محنت کا حاصل کیا نکلا؟ تمہاری بے پناہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟ بلکہ پوچھا جائے گا تو صرف یہ کہ تمہیں جس قدر نعمتیں اور جتنی توانائیاں بخشی گئی تھیں۔ تم نے میری مخلوق کی دنیا وآخرت کی بھلائی کیلئے کس قدر صرف کیں؟......کہاں کہاں یہ قوتیں استعمال کیں، کن مقاصد کو تم نے فکر وشعور کا مرکز بنایا، بینائی وتوانائی، دولت وطاقت، جانِ نازک اور عزت وآبرو غرض تم نے کہاں پر ساری نعمتیں کھپا دیں۔ امت کو صراطِ مستقیم پر لانے کیلئے یہ سب کچھ اگر کھپا دیا اور لگا دیا تو قبر وحشر میں ان شاء اللہ جواب دے سکیں گے کہ اے اللہ! ہم عاجزوں نے آپ کی بخشی ہوئی تمام نعمتیں، قوتیں اور تمام توانائیاں آپ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے بے دریغ لٹا دیں کیونکہ آپ کے نبی گرامی خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد روح کی گہرائی میں رچ بس گیا تھا۔

﴿اَلخلق کلھم عیال اللہ فاحسن الخلق الی اللہ احسنھم خلقاً اِلَیھم﴾

''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس مخلوق میں سے اللہ کو وہ بھاتا ہے۔ جو مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔''

اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک یہی ہے کہ مالی طور پر ناداروں پر مال نثار کیا جائے اور دینی طور پر ناداروں محتاجوں اور بے کسوں پر اپنی ظاہری و باطنی توانائیاں نثار کر کے انہیں شیطان کے چنگل سے نجات دلائی جائے۔

﴿الیس منکم رجل رشید﴾

''کوئی ہے جو بڑھ کے امت کی آبرو بچالے۔''

کامیابی، اصلاحِ انقلاب، اور فلاح کی ایک ہی صحیح راہ ہے، ایک ہی طریقہ ہے اور ایک ہی صورت ہے جو حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بتادیا۔ وہی حق ہے اور وہی آفاقی سچ ہے۔

﴿لا یُصْلِحُ آخِرھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا بِمَا صَلُحَتْ اَوَّلُھَا﴾

''اس امت کے آخر کی اصلاح وفلاح اسی طریقہ سے ہوگی جس سے اوّل کی اصلاح ہوئی۔'' (الحدیث)

جب یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر ملکی سلامتی کیلئے، قوم کی سلامت روی کے لئے، خیر غالب اور شر مغلوب کرنے کے لئے نئے سال کا نیا عزم اور نیا ولولہ لے کر اٹھیں۔ اس بھولے ہوئے سبق کو پڑھیں اور تازہ کر کے عہد کریں اور تجدید میثاق کریں۔

ہے سر بسر تباہی انسان کی حکومت
قائم کرو جہاں میں قرآن کی حکومت

﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾

''اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔'' (پارہ:۱۳، یوسف، آیت:۴۰)

﴿اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَلْاَمْر﴾

''سن لو! اسی (اللہ) کا کام ہی پیدا کرنا اور حکم فرمانا'' (پارہ:۸، الاعراف، آیت:۵۴)

﴿فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْر﴾

''اب وہی حکم سب سے بڑا ہے جو اللہ کرے'' (پارہ:۲۴، المؤمن، آیت:۱۲)

﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ﴾

''اور جو کچھ اللہ نے اتارا، اس کا حکم نہ کریں، سو وہی لوگ کافر ہیں۔'' (پارہ:۶، المائدۃ، آیت:۴۴)

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی باقی بتان آذری

شہیدِ غیرت
مظلومِ کربلا
ریحانۃ النبی

سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم

سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جماعتِ صحابہؓ........ دانائے سبل، فخر الرسل، مولائے کُل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پروردہ جماعت ہے کہ جن کا حکم، حکم الٰہی، کلام، کلامِ الٰہی اور عمل منتہائے ربی ہے۔ مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین لاکھ سے متجاوز قدسی صفت صحابہؓ کی جماعت گراں مایہ میں فکر ونظر اور شعور واحساس کا وہ نور منتقل کیا کہ جو قیامت تک امتِ رسول ﷺ کے لیے ہدایت اور حریت کے راستوں کو اجالتا رہے گا۔

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، نورِ نظرِ علی المرتضیٰ، سیدنا حسین سلام اللہ ورضوانہ علیہ بھی اسی جماعتِ صحابہؓ کے فردِ فرید اور لُولُوئے لالہ ہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات میں اسوۂ رسالت کا یہی نورانی عکس نمایاں تر ہے۔ آپ کا اسوہ مقام صحابیت کی عملی تفسیر ہے۔ اور اس سے اس ارشادِ نبوی کی صداقت پر ایمان قوی ہوجاتا ہے کہ جماعت صحابہ کا ہر ہر فرد قیامت تک امت رسول کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ وہ سب آسمان نبوت کے روشن ستارے ہیں۔ وہ سب مومنین کاملین ہیں۔ صحابہ کے ایمان کی گواہی خود اللہ نے کلام اللہ میں دی۔ منافقت اور ایمان کی راہیں متضاد اور جدا جدا ہیں۔ بعض لوگ منافقت کا روپ دھار کر صحابہ کی جماعت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی منافقت واضح کر دی۔ حضور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن منافقین کا نام لے لے کر انہیں اپنی جماعت سے باہر نکال دیا تھا۔ اس فیصلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صحابی رسول کے ایمان میں شک کا اظہار بجائے خود منافقت ہے۔

سیدنا حسینؓ.......! صالح، زاہد، عابد، با کمال، منکسر المزاج، متواضع، شب زندہ دار، تہجد میں اللہ سے گفتگو کرنے والے، اپنے رب کے حضور عجز کا اظہار کر کے طویل سجدے کرنے والے اور قیام طویل میں ایک یا دو پارہ نہیں سورۃ بقرا ایک رکعت میں پڑھنے والے تھے۔ جنہوں نے بچپن میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پیار کی بہاروں کو لوٹا ہے۔ آپ کی گود میں کھیلے ہیں اور وہ ریحانۃ النبی ہیں...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا.......

''یا اللہ! جو حسینؓ سے محبت کرے، میں اس سے محبت کرتا ہوں، جو حسینؓ سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ۔''

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی معیت جسدی اور معیّتِ زمانی حاصل ہے۔ آپ براہِ راست فیضانِ رسول حاصل کرنے کے شرف سے مشرف ہیں۔ آپ کا یہ مقام ومرتبہ اور اجلال واکرام ہی ہماری محبتوں کا مرکز ومحور ہے۔

سیدنا حسینؓ کا واقعہ شہادت' منافقین عجم کے سازشی فکر وفلسفہ کا شاخسانہ ہے۔شہادت حسینؓ سے دین کی روح عمل سمجھ میں آ جاتی ہے اور غیرت وحمیت اپنے اوج کمال پرنظر آتی ہے۔سیدنا حسینؓ نے جہاں غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلعتِ شہادت زیب تن کی ،وہاں انہوں نے منافقین عجم کے اس گروہِ خبیث کو بھی ہمیشہ کیلئے رسوا کردیا جوان کے ناناﷺ کے دین کے درپے آزار ہوکر خلافتِ عثمانی پرمہلک وار کر چکا تھا۔

حادثہ کربلا کے پس منظر میں یہودیوں،سبائیوں اور مجوسیوں کی منافقانہ سازشیں کارفرما تھیں۔خیبر کی شکست ،جزیرۃ العرب سے انخلاء اوراپنے اقتدار کے چکنا چور ہونے کے بعد یہودیوں نے امتِ مسلمہ میں انتشار وافتراق کی گہری سازشیں شروع کردی تھیں اوروہ اسلامی حکومت کے استحکام اورتیزی سے بڑھتی ہوئی فتوحات سے خوفزدہ ہوکرانتقام پر اتر آئے تھے۔ادھر عجمی مجوسیوں کو اقتدارِ کسریٰ کے ملیا میٹ ہوجانے کے کبھی نہ مندمل ہونے والے زخم چاٹنے کی مصروفیت تھی ،انہی دونمایاں عناصر کوایک حسبی نسبی یہودی مسٹر عبداللہ ابن سباء جیسا شر دماغ سازشی میسر آیا جس نے شہید مظلوم سیدنا حسینؓ کی شہادت تک مرکزی کردارادا کیا۔

٦٠ھ میں جب امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو کوفہ کے کچھ منافقوں نے سیدنا حسینؓ کوخط لکھا کہ ''حسینؓ! تجھ کومبارک ہو' معاویہ مرگیا!'' سازش اورفساد کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔کوفیوں نے سیدنا حسینؓ کوخطوط لکھے،خلافت پر متمکن ہونے کی دعوت دی اور کہا کہ ہمارا کوئی امام نہیں ،میدان خالی ہے۔پھل پک چکا ہے،آیئے!ہم آپ کوامام مانتے ہیں۔تاریخ کی روایات میں ہے کہ سیدنا حسینؓ کو بارہ ہزار خطوط لکھے گئے۔آپ نے حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کوکوفہ بھیجا۔پہلے ہزاروں کوفیوں نے ان کی بیعت کی پھر انہیں بے دردی کے ساتھ شہید کردیا۔چنانچہ جب سیدنا حسینؓ مقام ثعلبیہ پر پہنچے اورانہیں معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل کوشہید کردیا گیا ہے۔تو آپ نے جناب مسلم بن عقیل کے بیٹوں سے مشورہ کے بعد یزید سے ملاقات کا فیصلہ کرلیا۔حضرت مسلم بن عقیل کے بیٹے بھی آپ کے ساتھ تھے اوراسی مقام سے کوفہ کی بجائے شام کا سفر شروع کیا۔ابن زیاد اورشمر جومسلم بن عقیل کے قتل میں براہِ راست شریک اورملوث تھے،انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر سیدنا حسینؓ 'یزید کے پاس پہنچ گئے تو اصل سازش عیاں ہوجائے گی اور مفاہمت ہوجائے گی۔چنانچہ انہوں نے آپ کا راستہ روکا اوراپنے ہاتھ پر یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔سیدنا حسینؓ نے اس موقع پرارشاد فرمایا:''ابن زیاد کے ہاتھ پر یزید کی بیعت؟ یہ میری موت کے بعد ہی ممکن ہے''۔سیدنا حسینؓ کا یہ فیصلہ عین حق تھا اور غیرت حسینؓ کا یہی تقاضا تھا۔پھر میدان کربلا میں سیدنا حسینؓ نے جوتین شرائط پیش کیں،اُن پر ائمہ اہل سنت اورائمہ اہل تشیع متفق ہیں اوردونوں طبقوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔جو''تاریخ ابن کثیر''،''تاریخ طبری''اورشیعہ کی مشہور کتاب''الشافی''میں کچھ یوں مرقوم ومرتسم ہیں:

''میری تین باتوں میں سے ایک بات پسند کرلو۔یا میں اس جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں،یاتم میرے

راستے سے ہٹ جاؤ اور مجھے یزید کے پاس جانے دو۔ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہوں، وہ میرا عم زاد ہے۔ پھر وہ میرے متعلق خود اپنی رائے قائم کرلے گا۔ یا پھر مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف روانہ کر دو تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں گا پھر جو نفع اور آرام وہاں کے لوگوں کو حاصل ہوگا، وہی مجھے بھی مل جائے گا۔ اور جو نقصان اور تکلیف وہاں کے لوگوں کو ہوگی، وہی مجھے بھی پہنچے گی (''الشافی'' ص ۷۱)

یہی وہ تین شرائط ہیں جو اہل سنت کے لیے فیصلے کا معیار ہیں۔ اصل مجرموں کی شناخت کے لیے بھی یہیں سے حقیقی بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔ ان شرائط کے مطالعہ کے بعد کسی قصے، کہانی اور افسانے کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اور حقائق کھل کر، ابھر کر اور نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

جو لوگ آج آلِ رسول اور اہل بیت رسول علیہم السلام کی محبتوں کا واسطہ دے کر حق و باطل کے خانہ ساز معرکے اٹھا رہے ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ ان کی ساری خرمستیاں' سبائی دولت، اشتری حیلوں، حکیمی تجبر اور مختاری چالوں کا مظہر کامل ہیں۔ یہود و مجوس کی ساری تگ و دو اس نکتہ پر مرتکز ہے کہ تاریخ، ادب، سیاسیات، سماجیات اور اعتقادات کے ہر ہر گوشے میں شرک اور نفاق کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے بت کھڑے کر دیئے جائیں۔ میدان جنگ میں عبرتناک شکست اور ذلت آمیز موت سے پے درپے دوچار ہونے والے اعداءِ رسول و اعداءِ اصحاب رسول کے پاس یہی ایک انتقامی حربہ تھا جو پوری قوت سے مسلسل آزمایا گیا اور آزمانے والے وہی تھے کہ فتنہ و سازش اور شرک و نفاق جن کی فطرت و طینت، ضمیر و خمیر، سرشت و خصال اور فکر و نہاد کے اجزاء ترکیبی ہیں۔ جس کا دردناک مظاہرہ شہادت سیدنا عثمانؓ کی صورت میں ہو چکا تھا۔

''بندگی بوتراب'' کا نعرہ سرزمینِ عجم کو اسی لیے راس اور خوش آیا کہ یہاں صنم پرستی، شاہ پرستی، اور شخصیت پرستی مزاجوں کا حصہ ہو چکی تھی۔ جہاں بندگیٔ طاقت و دولت آئین ہائے کہنہ ونو کے متن واحد کا درجہ رکھتی تھی، ایسی رت میں، ایسے ماحول میں اور ایسے موسم میں خبیثانِ عجم، یہود و مجوس کے لیے سازگاری ہی سازگاری تھی۔ چنانچہ ملت ابراہیمی کی عالمگیر وحدت کو پارہ پارہ اور امت محمدیہ کی ابدی شوکت و سطوت کو مجروح و مسخ کرنے کے لئے آلِ رسول علیہم الرضوان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا اور کربلا مقتل گاہِ آلِ رسول بنا دی گئی۔ سبطِ رسول شہید کر دیئے گئے اور انہی کے نام پر ایک نیا دین گھڑا گیا، ایک نیا دھرم متعارف کرایا گیا جس کے پجاری و بیوپاری گزشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کے صدر اوّل میں اپنی جانکاہ ہزیمتوں کا انتقام لے رہے ہیں لیکن یہ دین اسلام ہے کہ خون صحابہؓ اور اسوۂ و آثار اصحاب رسول علیہم الرضوان اس ناقابل تسخیر قلعہ کی فصیلیں ہوگئی ہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے' سیدنا حسینؓ کا نام گونجتا رہے گا اور اسلام کی آبیاری کے لئے جان و مال قربان کرنے والوں (صحابہ کرامؓ) کا نام بھی تا ابد تابندہ رہے گا۔

حادثۂ کربلا کا تعلق عقائد سے نہیں تاریخ سے ہے۔ عقیدہ کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔ بعض لوگوں نے تاریخ کی بنیاد پر عقیدہ گھڑ لیا ہے۔ جو یقیناً جہالت اور گمراہی ہے۔ تاریخ کی تمام کتابوں میں ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نہ تو اپنی

بیعت کا مطالبہ کیا اور نہ ہی یزید کی خلافت کو کہیں غلط کہا۔ مدینہ، مکہ اور کربلا تک کسی ایک مقام پر آپ کے کسی خطبے میں یزید کے خلاف کوئی چارج شیٹ نہیں۔ کوفہ کے سبائی منافقوں کے خطوط کی بنیاد پر آپ نے اصلاحِ احوال کے لیے سفر کا آغاز کیا ۔ آپ کو سفر کوفہ سے روکنے والوں میں عبداللہ بن عباس (چچا) عبداللہ بن جعفر طیار (تایا زاد اور یزید کے سسر) عبداللہ بن عمر (بھانجا) عبداللہ بن زبیر، محمد بن علی حنفیہ (بھائی) جیسے آپ کے قریبی رشتہ دار اور عظیم لوگ تھے لیکن آپ نے اپنے فیصلہ میں تبدیلی نہ فرمائی ۔ ابن زیاد اور شمر سیدنا حسین کے قتل میں براہِ راست ملوث و مجرم ہیں۔ شہادتِ حسینؓ کے بعد سیدنا زین العابدین اور سیدہ سکینہ، یزید کے گھر رہے ۔ یزید نے قسم کھا کر قتل حسینؓ سے برأت کا بیان دیا اور سیدنا زین العابدین نے یزید کا بیان صفائی قبول کیا۔ یہاں تک کہ یزید نے انہیں ہدایہ اور مال اسباب دے کر محافظوں کے ساتھ اُن کی خواہش کے مطابق مدینہ منورہ روانہ کیا۔ سیدنا زین العابدین ۹۵ھ تک حیات رہے۔ انہوں نے یزید کی وفات کے بعد بھی ۳۵ سال تک اس کے خلاف ایک جملہ نہیں فرمایا۔ تب تو وہ کسی جبر کا شکار نہیں تھے ۔ جبکہ ابن زیاد اور شمر بھی قتل ہو چکے تھے ۔ سیدنا زین العابدین حادثۂ کربلا کے عینی شاہد ہیں اور اُن کی کوئی گواہی یزید کے خلاف نہیں۔ جبکہ مذکورہ بالا حضرات یزید کی بیعت پر قائم رہے۔

سانحہ کربلا کے سلسلے میں اہل سنت کا اجماعی موقف یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ٹھیک اسی طرح دھوکہ دیا گیا جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر شہید کیا گیا۔ اس سانحۂ عظیم اور حادثۂ فاجعہ کو سمجھنے اور حقیقی سازشی کرداروں سے آگاہی کے لیے شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے محرکات اور اسباب وعوامل کو جانچنا اور مجرموں کو پہچاننا ضروری ہے۔ اس سازش کا مرکزی کردار یہودی النسل عبداللہ ابن سباء منافق تھا۔ اسے سیدنا علی کے حکم پر قتل کیا گیا۔ اسی کی سبائی تحریک کے افراد نے سیدنا علی، سیدنا معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص پر رمضان ۴۰ھ میں بیک وقت فجر کی نماز کے وقت قاتلانہ حملہ کیا۔ سیدنا علی شہید ہوئے ۔ سیدنا معاویہ زخمی ہوئے اور عمرو بن عاص بچ گئے کہ اس روز وہ مسجد میں تشریف نہ لائے۔ اُن کی جگہ خارجہ بن حذیفہ نماز پڑھا رہے تھے اور وہ شہید ہو گئے۔

سیدنا حسینؓ نے اپنے خطبہ میں خود فرمایا کہ ''میرے گروہ کے افراد نے مجھے دھوکہ دیا'' سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، کوفی دھوکہ بازوں، منافقوں اور سبائی تحریک کی سازش کا شکار ہوئے ۔ انہوں نے مکہ سے ثعلبیہ تک کا سفر اصلاحِ احوال کے لیے فرمایا۔ سازش عیاں ہونے پر ثعلبیہ سے کوفہ کی بجائے شام کا رخ اختیار کیا ۔ یوں کربلا کا سفر، سفر قصاصِ مسلم بن عقیل ہے۔ کربلا میں آپ نے فرمایا: ''میں اصلاحِ احوال کے لیے آیا ہوں'' پھر تین شرائط مفاہمت کی پیشکش ہیں۔ سیدنا حسینؓ نے اگر یزید کی بیعت نہیں کی تو یہ ان کا اجتہادی حق تھا۔ بحیثیت صحابی رسول وہ اپنے اجتہاد پر قائم رہنے یا اس سے رجوع کرنے کا حق رکھتے تھے کہ مجتہد دونوں صورتوں میں ثواب کا مستحق ہوتا ہے ۔ چنانچہ مکہ، ثعلبیہ اور کربلا تینوں مقامات پر جوں جوں صورتحال آپ پر واضح ہوتی گئی، آپ کا اجتہادی موقف بھی بدلتا رہا۔ اور سازشی کردار بھی واضح ہوتے چلے گئے ۔ کربلا میں یقیناً ظلم ہوا۔ اس ظلم میں ملوث سازشی ناقابل معافی ہیں اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا زین العابدینؒ کا مؤقف برحق ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بیادِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

سبطِ نبی ، ابنِ علی ، سید حُسین
بنتِ علی جس پہ نہیں کرتی تھیں بین

وہ شہید ابنِ شہید آقا حُسین
ہر بہادر اور جری کے نورِ عین

مولا عمر ، سید غنی ، حضرت حسین
یہ ولی اللہ ہیں ملت کا چین

ان سے زندہ ہیں خلافت کے اصول
ان سے روشن تا ابد امت کی رین*

اے امامِ عدل و احساں ، حریت کے پاسباں
بانجھ دھرتی پہ کرم ہو، خشک ہوں میرے بھی نین

(یکم محرم ۱۴۰۴ھ ۔ دارِ بنی ہاشم ملتان)

*رات

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

ہماری غیرت مٹی نہیں ہے

ہنگام قیامت بیت گیا پر شور قیامت آج بھی ہے
الفت کا فسانہ عام ہوا تاثیر حقیقت آج بھی ہے

تحریک جہاد سے رغبت بھی اور شوقِ شہادت آج بھی ہے
ایماں کی حرارت آج بھی ہے اور جوشِ بغاوت آج بھی ہے

ملتان ہو ،لائل پور ہو یا لاہور ہو،کوٹ سیالاں ہو
یہ گنجِ شہیداں آج بھی اور ان کی جلالت آج بھی ہے

باطل کی کچہری کا افسونِ سطوت و شہرت ٹوٹ چکا
اسلام کی نصفت آج بھی ہے قرآں کی عدالت آج بھی ہے

تشہیر تو اب بھی ہوتی ہے مرزا کی نبوت کی لیکن
تبلیغ کے نام پہ سازش کی محمود[(۱)] میں ہمت آج بھی ہے

آغازِ سیاست حادثہ تھا ،انجامِ سیاست دیکھ لیا
وہ طوق وسلاسل کی شورش اور دار کی دہشت آج بھی ہے

تبلیغ ہو ختم نبوت کی اور اس کی بندش آپ کریں
اسلام سے یہ غداری ہے اور باعث لعنت آج بھی ہے

اشخاص پہ پہرے، نام پہ قدغن، پابندی تقریروں پر
جمہوریت کے پردہ میں ترویج امارت آج بھی ہے

تم لاٹھی ،گولی ،سولی سے بھی مسئلہ حل تو کر نہ سکے
وہ ایک مطالبہ ٹل نہ سکا اور اس کی وہ عظمت آج بھی ہے

طاقت سے تشدد سے تم نے تحریک کو ظاہر میں کچلا
پر اتنا تم بھی مانتے ہو تحریک کی ہیبت آج بھی ہے

بے کیف ہو تم، بے روح ہو تم، بے چین ہو تم، بے تاب ہو تم
اے مقتدرو! مظلوموں کی اتنی تو کرامت آج بھی ہے

تم پر ہے وبالِ خونِ شہیداں اور مسلط بدبختی
خطرہ میں وزارت کل بھی تھی، ضغطہ میں حکومت آج بھی ہے

ناصر[(۲)] نے تو مرزائیوں کو قانوناً کافر گردانا
عاصی ہی سہی پر اس میں بھی ایمان کی غیرت آج بھی ہے

اللہ نے دین کو عزت دی ہم عاجزوں کی خود لاج رکھی
معلوم ہوا امت پہ نبی کی نظر عنایت آج بھی ہے

پر تم نے فقط انگریز کی خاطر کفر کو بھی اسلام کہا
سو تم پر حیرت کل بھی تھی اور تم پر حسرت آج بھی ہے

ہے عقل تو تم بھی مرتدوں کے کفر کا اب اعلان کرو
ورنہ تو وہی تحریک تحفظ ختم نبوت آج بھی ہے

پھر یاد رکھو ہٹ دھرمی کا انجام وہی بربادی ہے
عقبیٰ کی ندامت قطعی ہے اور دنیا کی ذلت آج بھی ہے

(۱۹۵۳ء تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے دوران)

---

(۱) مرزائیوں کا دوسرا امام مرزا بشیر الدین محمود (۲) جمال عبدالناصر مرحوم نے مصر میں مرزائیوں کو کافر قرار دیا تھا۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

''چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر''

نظریہ انفرادیت کے تحت سامراجی نظامِ زندگی کے دو بنیادی اصول ہیں۔جن میں سے ایک جمہوریت ہے اور دوسرا نظامِ سُود۔اگر اس مکروہ نظام کو کسی گدھ سے تشبیہہ دی جائے تو یہ دونوں اصول اس نظام کے پروں کے مصداق ہیں،جن کے بل بوتے پر فضائے مکروریا میں یہ سامراجی گدھ محوِ پرواز رہ کر ظلم وستم کا شکار ہونے والے غریب ومفلوک الحال لوگوں کی لاشوں کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔جمہوریت امراء ورؤساء کا وہ ہتھکنڈہ ہے،جس سے معاشرے کے غریب ولاچار لوگوں کا شکار کاروبار بن جاتا ہے۔غربت بڑھتی ہے اور امارت پروان چڑھتی ہے۔امیر اور غریب کے درمیان فرق کی خلیج روز بہ روز بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور معاشرہ معاشی ابتری کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔سامراجی معاشرے کے اندر سُود ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے وسیلے سے غریبوں کا استحصال واستیصال ہوتا ہے۔اور یوں پورے معاشرے کی دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ جاتی ہے۔یہ چند ہاتھ حکومت کے ساتھ مل کر قومی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہتے ہیں۔اور پھر اس لوٹی ہوئی دولت سے معاشرے کے اندر عیاشی ہوتی ہے۔تبذیر پر بے پناہ دولت خرچ ہوتی ہے۔اسراف دولت کی نمود ونمائش کا وسیلہ بن کر معاشرے کے غریب لوگوں میں احساسِ غربت پیدا کر دیتا ہے۔غربت اور احساسِ غربت میں بھی فرق ہے۔غربت انسان کو اتنا تنگ نہیں کرتی جتنا احساسِ غربت تنگ کرتا ہے۔انسان غربت کا صبر اور شکر کے ذریعے مقابلہ کر لیتا ہے۔وہ سمجھتا ہے کہ دین کا وعدہ ہے کہ کم آمدنی کم اعمالِ صالحہ کے باوجود ہماری بخشش کا ذریعہ بنے گی۔اس لیے اسے دل وجان سے قبول کر لینا اللہ کی رضا کا وسیلہ بن جائے گی۔اصل مسئلہ احساسِ غربت کا ہے۔جب ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کی معاشرے کے اندر نمائش ہوتی ہے تو پھر احساسِ غربت پیدا ہوتا ہے۔غربت تو افغانستان کے اندر طالبان کے دور میں بھی تھی لیکن وہاں احساسِ غربت نہیں تھا۔اس لیے لوگ سمجھتے تھے کہ ہمارا امیر المومنین اگر دری پر بیٹھ کر لسّی کے ساتھ روٹی کھا رہا ہے تو ہمیں تنور پر بیٹھ کر پانی کے ساتھ روٹی کھانے میں کیا تکلیف ہے۔ہماری طرح وہاں قصرِ صدارت اور وزیراعظم ہاؤس نہیں تھے۔جن کے سالانہ اخراجات کروڑوں سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔

ہمارا معاشرہ جس میں ہم پاکستانی زندگی بسر کر رہے ہیں۔معاشی ابتری کا بری طرح شکار ہو چکا ہے۔جن کے پاس دولت ہے۔وہ دولت کو معاشرے میں اچھالتے پھرتے ہیں۔غربت کا منہ چڑاتے ہیں۔غریبوں سے کہتے ہیں کہ تم

ہمارے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہو۔تمہارا کام فقط ہماری خدمت کرنا ہے۔ہمیں ووٹ دینا اور اقتدار پر بٹھانا ہے‘جس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جاتا ہے اور ہمارا کام شروع ہوتا ہے۔تم ہمارے یمین و یسار میں بیٹھ کر ہماری خوشامد میں زمین و آسمان کے قلابے ملاؤ۔ ہماری مرضی ہوگی تو ہم تمہیں کھانے کے لیے کچھ دے دیں گے۔تمہاری روزی ہماری خوشنودی کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے اور یہ ہیں سامراجی معاشرے کے برگ و بار جو اس وقت پاکستانی معاشرے میں ہمارے سامنے ہیں۔

حرام کی کمائی حرام کی راہ پر خرچ ہو رہی ہے ۔’’مال حرام بود بہ جائے حرام رفت‘‘ کے مصداق عیاشی وفحاشی پر دولت ضائع کی جا رہی ہے۔خود موجودہ حکومت ایسے کاموں کی سرپرستی میں مصروف ہے جن سے عیاشی وفحاشی کو فروغ حاصل ہوتا ہے کہ لوگ ناچ گانوں میں مست ہو جائیں۔ میلے ٹھیلے منائیں،عورت اور مرد کے درمیان جو حیا کی چادر ہے ‘اسے اٹھا دیا جائے تا کہ کھل کر جنسی ہولی کھیلی جا سکے۔دوسری طرف غربت کی چکی میں پسے ہوئے انسان معاشی طور پر اتنے کنگلے ہو جائیں کہ ان کے منہ سے ظلم کے خلاف احتجاج کا ایک حرف نہ نکل سکے۔

بسنت کا میلہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔حکومت نے جس طرح اس میلے کی سرپرستی کی ہے‘وہ ہمارے سامنے ہے ۔اربوں روپے اس عیاشی پر خرچ کر دیئے گئے ۔بیس پچیس انسان موت کے گھاٹ اترے،سینکڑوں زخمی ہوئے۔لاہور میں چھے سو دکانیں جل کر راکھ ہو گئیں،۱۶‘افراد ہلاک ہوئے جبکہ جنرل صاحب خود لاہور تشریف لائے اور بسنت کے میلے میں شریک ہو کر شغلِ پتنگ بازی سے پوری قوم کو سرفراز فرمایا اور اسی لاہور میں کئی انسان بغیر کچھ کھائے پیئے فٹ پاتھوں پر پڑے سوچ رہے تھے کیا ہم بھی انسان ہیں؟

پنجاب کے گورنر صاحب کا ایک بیان نظروں سے گزرا کہ اب یونیورسٹیوں کو محض ’’فائن آرٹ‘‘ تک محدود نہیں رہنا چاہیے۔یعنی ان علمی درس گاہوں میں ناچ اور موسیقی کی تعلیم بھی دی جانے چاہیے۔خود جنرل صاحب نے کراچی میں ضیاء محی الدین کی قیادت میں ایک ثقافتی محاذ کھولنے کا اعلان فرمایا ہے۔ یہ نیا محاذ کیا گل کھلائے گا‘ہم جانتے ہیں۔عورت کے تقدس کو مجروح کرنے کا ہر حیلہ بروئے کار لانا اس نئے ثقافتی محاذ کا سب سے بڑا مقصد ہوگا۔ظاہر ہے کہ جب حرام کی کمائی سے خزانہ مضبوط ہوگا تو عیاشی وفحاشی ہی آئے گی اور اپنے ساتھ ہر وہ وبا لائے گی جو انسانیت کی تباہی کا سبب بن سکے۔

ادھر ہماری صحافت ہزاروں کے سرکاری اشتہار بطور رشوت حکومت سے وصول کر رہی ہے اور حکومت کے ہر اخلاق سوز پروگرام کی تشہیر کے لیے سرگرم عمل ہے ۔آج کے صحافیوں نے وہ گر سیکھ لیا ہے جس سے روپیہ کمانا آسان ہو جاتا ہے۔جھوٹ اور سچ دونوں کی ایک جیسی پذیرائی اخبارات کی زینت ہے ۔آج کل کے اخباروں کا طرۂ امتیاز ہے کہ دونوں یعنی جھوٹ اور سچ عوام کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔غالباً اسی کو دجل کہتے ہیں کہ پانی کے صاف وشفاف گلاس میں گندی مٹی کی ایک مٹھی ڈال دو۔مٹی تو مٹی ہے ہی پانی کی وقعت اس کی حیثیت واہمیت ختم کر دو۔خوبصورت عورت کی

تصویر کے بغیر اخبار نہیں بکتا۔ جیسے پان والے کا پان نہیں بکتا' ویسے وہ رسالہ بھی نہیں بکتا جس میں عریاں لباس کی نمائش نہیں ہوتی ۔ آج کسی اخبار کی ضمانت ضبط نہیں ہوتی ۔ ''البلاغ، الہلال، کامریڈ، ہمدرد، آزاد، زمیندار، چٹان'' کا دور اب گزر گیا۔ محض ''لپ سروس'' کے طور پر زینت تقریر و تحریر بن چکا ہے۔ قلم کاروں کو اخبار والے خرید لیتے ہیں اور انہی کے مطلب کی کہتے ہیں جن کے پیسے خرچ ہوتے ہیں۔

ادھر ٹی وی کے سیلاب نے جو اخلاقی تباہی مچا رکھی ہے' اسے دیکھ کر سونامی کا طوفان یاد آ جاتا ہے اور ان سب کاموں کے پیچھے خود ہماری حکومت کی کارستانیاں کام کر رہی ہیں۔ جو چاہتی ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کے دل و دماغ سے اسلامی اقدار کو کھرچ کھرچ کر نکال دیا جائے۔ زندگی کے ہر شعبے سے دین اسلام کی تعلیمات سے دوری پیدا کرنا موجودہ حکومت اپنا فرضِ اوّلین سمجھتی ہے۔ مغرب کی تقلید میں اندھی ہو گئی ہے۔ امریکہ بہادر کی غلامی میں جو لطف، جو عیاشی اور جو مزہ برسرِ اقتدار طبقے کو حاصل ہے' وہ بھلا اسلام میں کہاں؟ اسلام میں تو حکمرانوں کی رات کی نیند اور صبح کا چین دونوں ختم ہو جاتے ہیں۔ مغرب کی اندھی تقلید کرنے والے اگر ہماری بات نہیں مانتے تو علامہ اقبال جن کو مصورِ پاکستان کہتے ہو ان کی ہی سن لو۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان
0641-462501

عابد مسعود ڈوگر

پرویز مشرف کا خطاب اور حکومتی کارکردگی

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے اوکاڑہ میں ہفتہ ۲۹رجنوری ۲۰۰۵ءکوایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اسلام اعتدال پسند مذہب ہے اس میں انتہا پسندی کی گنجائش نہیں ۔ مذہبی رہنما یکجہتی لائیں ،نفرتیں مت پھیلائیں ۔مساجد مدرسوں کونفرتیں پھیلانے کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے، بلکہ عوام کوآگے بڑھ کرانتہا پسندعزائم رکھنے والے عناصرکوسختی سے کچلنے میں حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہیں کیونکہ یہ لوگ ملک کی خوشحالی اورامن کے دشمن ہیں جنہیں کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا ۔ پاکستان بھیک مانگنے والا ملک ہے اور نہ ہی کشکول اٹھا کر پھرنے والا بلکہ موجودہ حکومت نے معیشت کی مضبوطی کی بنیاداس طرح ڈالی ہے کہ ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہوگیا ہےاور جلد وہ وقت آنے والا ہے جب یہ ترقی یافتہ مما لک کی صف میں کھڑا ہونے کی صلاحیت حاصل کرلے گا۔ یہ سیاسی الفاظ نہیں بلکہ اب پوری دنیا یہ کہتی ہے کہ یہ وہ پاکستان ہے جواب ڈوب نہیں رہا۔دوسرے مما لک ہم سے مشورہ لیتے ہیں۔موجودہ حکومت کی مالی پالیسیوں کے نتیجے میں پاکستان امت مسلمہ کی قیادت کرنے کے اہل ہے۔'' (روزنامہ اسلام ۳۰رجنوری ۲۰۰۵ء) صدرمملکت نے اوکاڑہ کے ساتھ اپنے تعلق کاخصوصی طور پرذکر کیااور کہا کہ:''۱۹۶۱ءمیں وہ اوکاڑہ میں کوٹ باری کے مقام پر۶ دن تک مقیم رہے۔اوکاڑہ کی نہر وہ ایک سے زائد دفعہ پیرا کی کے ذریعے کراس کر چکے ہیں۔'' وغیرہ وغیرہ۔اس سے پہلے کہ ہم صدرصاحب کی تقریر پر اپنا تبصرہ قارئین کی خدمت میں پیش کریں یہ ضروری ہے کہ اوکاڑہ میں صدرمملکت کے قیام اوراحباب کا کچھ ذکر کردیا جائے تاکہ اندازہ ہوسکے کہ پاکستان کے حساس ترین ادارے کے سربراہ کے ذاتی تعلقات کس نوعیت کے ہیں اوروہ کیوں بات بات پہ مولویوں کوکوسنے دیتے رہتے ہیں۔ ہمارے سامنے ۳۱رجنوری ۲۰۰۵ءکا روزنامہ ''اسلام'' ہے۔اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا کا بیان ہے جوہم من وعن درج کرتے ہیں تاکہ قارئین کوصورتحال کا بخوبی اندازہ ہوسکے۔

آپ نے فرمایا:''کوٹ باری میں صدر کا قیام ریکارڈ درست کرنے کے لیے وضاحت ضروری ہے۔صدرمملکت مسٹرعبدالباری معروف قادیانی لیڈر' جماعت احمدیہ ساہیوال کے سابق صدر' کے مہمان تھے'' (کوٹ باری میں انہی کا زرعی فارم ہے ۔۵رفروری ۲۰۰۵ءکوصدر اپنے ذاتی دوست مسٹرعبدالباری کے فرزند کی دعوتِ ولیمہ میں بھی لاہور میں شریک ہوئے)اس سے صدر کے قادیانیوں کے ساتھ مراسم کا پتہ چلتا ہے۔

ابھی حال ہی میں امریکہ کے دورے کے دوران بھی صدرمملکت' معروف قادیانی ڈاکٹر اورصدر بش کے مشیر کے ہاں ایک تقریب میں شرکت کر چکے ہیں۔جس میں شرکاء کی اکثریت قادیانیوں سے تعلق رکھتی تھی۔امریکہ کے دورے کے دوران صدرصاحب نے مذکورہ بالا جس تقریب میں شرکت کی اس کا خطرناک احوال ملک کے معروف اخبارات اوررسائل

میں چھپ چکا ہے۔ مذکورہ ڈاکٹر مبشر کی اہلیہ سعدیہ چودھری پنجاب حکومت کی مشیر تعلیم ہیں۔ ڈاکٹر موصوف چودھری شجاعت سمیت کئی اہم شخصیات کے معالج ہیں اور ذاتی دوست بھی۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ تو ایک ایشو ہے۔ ان تعلقات نے نہ جانے کہاں کہاں اور کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ یہ تو جبر کی فضا جب ختم ہوگی تب شاید پتہ چل سکے۔ ہم نے کہاں کہاں کیا کیا کچھ کھویا ہے:

آج مجبور ہیں حالات کی سختی سے سبھی
وقت آئے گا تو مجبوروں کا ڈر ٹوٹے گا

ایوب خان گئے تو ان کا بظاہر ۱۰ سالہ دورِ استحکام تحریک پاکستان کے ہراول دستے بنگال کے مسلمانوں کو ہم سے کتنا دور کر گیا۔ یہ یحییٰ خان کے دور میں ہمیں پتہ چلا۔ ضیاء الحق کا مارشل لاء قوم کو مذہبی اور لسانی بنیادوں پر جس حد تک تقسیم کر گیا اس کا خمیازہ ہم آج تک بدامنی کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ آنجناب جب پردہ فرمائیں گے تو زندہ رہنے والوں کو دھیرے دھیرے پتہ چلے گا کہ کیا کچھ اب ہمارے پاس نہیں رہا۔ جناب والا آپ کے کان میں یہ کس نے پھونک ماردی کہ مساجد اور مدارس انتہا پسندی اور منافرت کی آماجگاہ ہیں۔ آپ نے جب اقتدار سنبھالا تو کمال اتاترک کو اپنا آئیڈیل قرار دیا۔ اس کی وجہ جہاں تک ہم سمجھ پائے ہیں وہ یہ ہے کہ جناب سکول کے زمانے میں کچھ عرصہ ترکی میں مقیم رہے۔ اس دوران وہاں آپ کو بچپنے میں جو کچھ بتایا گیا' آپ اب تک ذہن سے نکال نہیں پائے۔ اقبال جیسا عبقری اور زندہ فکر انسان تو آپ کے اس دنیا میں آنے سے بھی پہلے کمال ازم کی حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہو گیا تھا۔ اقبال کی قبر پر چادر چڑھانے کے علاوہ اگر کبھی آپ نے دل و دماغ کی کھڑکیاں کھول کر اس کے کلام کو پڑھا ہوتا تو شاید آپ اتاترک کو اپنا آئیڈیل قرار نہ دیتے۔ اقبال نے فرمایا تھا:

مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
روحِ مشرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

آپ نے ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور ایک ٹیلی فون کال پر ہی آپ کے اعصاب جواب دے گئے۔ جتنے لوگوں کو آپ نے مشاورت کے نام پر بلایا اکثر نے یہی کہا کہ آپ فیصلہ کر چکے تھے۔ اور صرف آگاہ کرنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اس وقت آپ نے یہ کہا کہ یہ سب کچھ پاکستان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ طالبان چلے گئے عرب مجاہدین کچھ آپ کے ذریعے امریکہ پہنچ گئے کچھ گوانتا ناموبے کی زینت بنے۔ باقی نجانے کہاں کہاں عشق و محبت کے تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ اف؟ افغانستان میں کرزئی کی حکومت آگئی بلوچستان اور سرحد کی اس کے ساتھ ملنے والی سرحدوں سے جو کچھ ''تحفے تحائف'' ہمیں مل رہے ہیں ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ طالبان اگر ہوتے تو بلوچستان نادیدہ قوتوں کے کھیل کا اس طرح نشانہ شاید نہ ہوتا۔ ایٹمی پروگرام سچی بات یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں رول بیک نہیں بلکہ کرش ہو چکا ہے۔ اس منصوبے میں کام کرنے والوں کی جو عزت افزائی اور حوصلہ سازی

جناب کے ہاتھوں سے ہوئی ہے۔اس سے وہ کام ہو گیا جو شاید دشمن پوری قوت صرف کر کے بھی حاصل نہ کر سکتا۔''مسئلہ کشمیر' ایک لاکھ افراد کے شہید کیے جانے کے بعد جتنی بلندی پر تھا' جناب نے اسے اس سے کہیں زیادہ پستی میں دھکیل دیا۔نوبل انعام کا جو خواب آپ کو متا رہا تھا بلکہ جو راگ آپ کو مست کیے ہوئے تھا اس کی تان بگلیہار ڈیم پر آ کے ٹوٹی جو سیاسی بساط آپ نے بچھائی اس کے تمام مہرے بری طرح پٹ گئے۔اکثر چور ڈاکو اور لٹیرے نکلے،کئی ایک کے خلاف نیب میں انکوائریاں چل رہی ہیں۔امریکی دوستی کا نشہ اب تک ٹوٹنے نہیں پا رہا؟ سب کچھ تو آپ گنوا چکے،قومی یکجہتی،امن وامان وکشمیر وہاں سے بہہ کر آنے والا پانی اور وطن کی سلامتی سب کچھ ریت کی طرح آپ کی مٹھی سے باہر نکل چکا۔

وانا میں جو کردار آپ نے ادا کیا ہے۔اس کی قلعی آپ ہی کے پیٹی بند بھائی نے معروف برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز کو ایک انٹرویو دے کر کھول دی۔انہوں نے جو کچھ وہاں فرمایا ہم ریکارڈ درست رکھنے کے لیے اسے لکھ رہے ہیں یہ حضرت سابق کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل (ر) علی محمد جان اورکزئی ہیں۔ان کا بیان پڑھیے''اسامہ بن لادن پاکستان میں نہیں 'وزیرستان میں ان کی تلاش بے مقصد ہے۔مجھے ڈھائی سال کے آپریشن کے دوران اسامہ سمیت ایک عرب جنگجو بھی وہاں نظر نہیں آیا۔میرے ماتحت چوہتر ہزار فوجی تھے۔ایسے میں ان لوگوں کا وہاں چھپے رہنا ناممکن تھا۔وانا میں آپریشن امریکہ کے کہنے پر کیا گیا۔اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔اگر ہم نہ کرتے تو امریکی فوج خود یہ آپریشن کرتی جو ہمارے لیے باعث شرمندگی ہوتا۔وانا میں اب تک تین سو دو دہشت گردوں کو ہلاک اور پانچ سو چھیاسٹھ کو گرفتار کیا گیا ہے۔ان کی اکثریت وسطی ایشیا کی ریاستوں سے تعلق رکھتی ہے۔'' جناب آپ کی طرف سے آج تک جو کچھ قوم کو بتایا جاتا رہا ہے مذکورہ جرنیل موصوف کا بیان اس کا دوسرا رخ دکھا رہا ہے۔اس کے جو نقصانات ہوئے ہیں وہ لمبے عرصے تک محسوس کیے جاتے رہیں گے۔سنٹرل ایشیا کے باشندے کب سے وہاں رہ رہے ہیں اور کیسے رہ رہے ہیں اور انہیں''قربانی'' کا بکرا کیوں بنایا گیا۔یہ بات وزیرستان کے بچے بچے کو معلوم ہے۔آپ نے فرمایا کہ قومی خزانہ بارہ بلین ڈالرز کے ذخائر سے لبالب بھرا ہوا ہے۔پاکستان بھیک مانگنے والا ملک نہیں ہے۔جناب اگر یہ سچ ہے تو ہر پاکستانی کے استعمال میں آنے والی چینی کی قیمت صرف دو ہفتے میں چھ روپے فی کلو کیسے بڑھ گئی جب کہ شوگر ملوں کی چمنیاں مسلسل دھواں اگل رہی ہیں۔کرشنگ سیزن ہے مال کی بہتات اور قیمتیں آسمان پر' معیشت کا کون سا کلیہ آپ کے زیر استعمال ہے۔گزشتہ مردم شماری کے مطابق ۷۰ فیصد سے زائد پاکستانیوں کے پاس اپنی چھت نہیں ہے' جن کے پاس ہے ان میں سے ۵۶ فیصد کے پاس باورچی خانہ نہیں،۶۰ فیصد سے زائد کے پاس باتھ روم نہیں۔ چھ چھ افراد کا خاندان ایک ایک کمرے میں مقیم ہے۔یہ کونسا پاکستان ہے اور آپ کس ملک کی معیشت کے بارے میں بانسری قوم کو سنا رہے ہیں۔جس اوکاڑہ میں آپ نے ارشادات سنائے' وہاں مقیم ملٹری فارم کے مزارعین برسوں سے اپنے حقوق کے لیے سڑکوں پر ہیں اور بوٹوں والے انہیں عام انسان کے حقوق دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔یہ وہی پاکستان ہے جو آپ کے بقول امت مسلمہ کی قیادت کے قابل ہو چکا ہے۔آپ اپنے ملک کے باسیوں کو جو حقوق نہیں دے سکے اور جیسی قیادت مہیا

کر سکے ہیں ایسی قیادت تو امت مسلمہ کے پاس برسوں سے ہے۔ آپ کیا نیا کام کرنے چلے ہیں۔ ملک امریکی بٹے پر چل رہا ہے جگہ جگہ FBI اور CIA کے درندے دندناتے پھر رہے ہیں۔ کبھی انہوں نے ڈاکٹروں کو اغواء کیا تو کبھی سائنسدانوں کا قافیہ تنگ کیا۔ اس تمام اطاعت اور فرمانبرداری کے صلے میں جو کچھ آپ کی ذات کو حاصل ہوا ہے، جس شرف اور مرتبے کا آپ کو اہل جانا گیا ہے۔ اس کے لیے ہم ایک امریکی تھنک ٹینک کی رپورٹ پیش کرتے ہیں جو کیٹو نامی تھنک ٹینک نے امریکی کانگریس اور انتظامیہ کو حال ہی میں بھیجی ہے۔ یاد رہے کہ امریکہ جیسے تھانیدار ٹائپ ملک میں پالیسیاں فرد واحد نہیں بلکہ تھنک ٹینک کی سفارشات پر بنائی جاتی ہیں۔ اور آپ کے بارے میں جو سفارش کی ہے' وہ یہ ہے ''مشرف امریکہ کے طویل مدتی اتحادی نہیں سٹریٹجک پارٹنر بھارت ہے۔ پاکستان کے اندر القاعدہ اور طالبان عناصر کا خاتمہ سرگرمی سے کیا جائے۔ ترجیحاً یہ کام پرویز مشرف حکومت کے ساتھ مل کر کیا جائے۔ پاکستان کے ایٹمی پھیلاؤ کو قابو رکھنے کے لیے امریکہ عالمی برادری کو متحرک کرے اور ایٹمی ٹیکنالوجی برآمد کرنے پر اس کا احتساب کرے اور خطہ میں اپنے فوجی اور اقتصادی ساتھی کے طور پر بھارت پر توجہ دے۔''

نائن الیون کمیشن کی سفارشات کا حوالہ دیتے ہوئے ''کیٹو'' نے بشکل یہ تجویز کیا ہے اور اسے مشکل چوائس کا نام دیا ہے کہ امریکہ پاکستان کی محدود فوجی اور اقتصادی مدد اس شرط پر کرے کہ موجودہ حکومت اسلامی انتہا پسندی سے مقابلہ، ایٹمی پھیلاؤ کو روک کر مشرف یہ ثابت کریں کہ وہ اپنے روشن خیال جدیدیت کے وعدے پر قائم ہیں۔ اس قلیل مدتی اقدامات کی ضرورت اس لیے ہے کہ وہ اپنے روشن خیال جدیدیت کے وعدے پر قائم ہیں۔ اس قلیل مدتی اقدامات کی ضرورت اس لیے ہے کہ پاکستان ابتری کا شکار نہ ہو جائے۔ تھنک ٹینک کے مطابق نائن الیون کمیشن کی طرف سے یہ نتیجہ اخذ کرنا دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان امریکہ کا قابل اعتماد اتحادی ہے۔ غلط ہے' تھنک ٹینک نے مزید کہا کہ امریکی پالیسی سازوں کو اپنی توجہ اس بات پر مرکوز کرنی چاہیے۔ یہ پاکستانی سرزمین دہشت گردوں کو کیوں زیادہ راس آتی ہے۔ تھنک ٹینک کے مطابق پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی سیکورٹی ناکافی ہے اور پاکستان کے ایٹمی راز القاعدہ اور دوسرے اسلامی انتہا پسندوں کے ہاتھ لگ سکتے ہیں۔ بش انتظامیہ کا پاکستان کو غیر نیٹو اتحادی کا درجہ دینا بھی پریشان کن معاملہ ہے۔'' کیٹو انسٹی ٹیوٹ نامی تھنک ٹینک کی یہ حیرت انگیز رپورٹ ایک خبر کی صورت میں روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور میں یکم فروری ۲۰۰۵ء کو بھی شائع ہوئی ہے۔ جنابِ صدر! آپ کو حقیقت حال کا ادراک کر لینا چاہیے۔ اگر آج بھی آپ واپس آجائیں تو قوم آپ کو باعزت طریقے سے قبول کر سکتی ہے۔ خدارا! ان دانشوروں سے اپنا پیچھا چھڑا لیں جن کے دماغوں میں رات کے پچھلے پہر چمگادڑیں دوڑتی ہیں اور صبح دم وہ آپ کو اپنے گمراہ کن خیالات کے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ جو تصویر کشی آپ نے اوکاڑہ کے اجتماع میں کی ہے۔ پاکستان آج بھی اس مقام سے کوسوں دور ہے۔ مذہبی قوتوں اور عوام کو سامنے کھڑی کر دینے والی بات ملک کی تباہی کی طرف ایک اور قدم ہے۔ قوم واقعی پاکستان کو انتہائی خوشحال اور پرامن دیکھنا چاہتی ہے۔ کاش کہ یہ کام آپ کے ہاتھوں سے ہو سکے۔

رپورٹ: شیرل بنارڈ "CIVIL DEMOCRATIC ISLAM" (دوسری قسط)

ترجمہ: سید خورشید عالم

''اچھے مسلمانوں کی تلاش!''

اصلاح پسند روایت پسند بھی بنیاد پرستوں کی طرح یہ دلیل دیتے ہیں کہ کثیر الازدواجیت کو خود عورتوں کے لیے ایک آسانی کے تناظر میں دیکھا جائے۔ اس طرح بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال میں آسانی ہوتی ہے اور اس طرح عورت اپنے لیے ملازمت یا اپنی دلچسپی کے لیے وقت کا استعمال کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں ایک سے زائد شادیوں کا رواج مغرب میں ہونے والے تجربے سے مختلف ہے۔ مغربی صنعتی دنیا میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کی ایک وجہ وہاں کی معاشرت کا کثیر الازدواج نہ ہونا ہے۔ مغرب میں عورت اور بچوں کو طلاق کے بعد سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب کہ اسلام میں اس حوالے سے بچوں کے حقوق کا تحفظ رکھا گیا ہے۔ روایت پسند اس بات کا حوالہ دیتے ہیں کہ ایک سے زائد شادی کی صورت میں بیویوں سے یکساں سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک مسلمان مصنفہ نے بیان کیا ہے:

''نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد ۲۴ برس تک دوسری شادی نہ کی۔ تاہم ان کے انتقال کے بعد انہوں نے ایک بیوہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے دوست (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منگنی کر لی۔ اس کے بعد جنگوں میں مردوں کے مارے جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو چار شادیوں کی اجازت دی گئی۔ تاہم نبی اکرم ﷺ نے ۱۳ شادیاں کیں۔ ان میں سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب کی سب بیوائیں یا مطلقہ تھیں۔ جنہیں سہارے کی ضرورت تھی۔ ایک سے زائد شادیوں کی اجازت اس صورت میں بھی ہے کہ کسی شخص کی اہلیہ جسمانی طور اتنی بیمار ہو جائے کہ وہ اپنے شوہر اور گھر والوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کے لائق نہ رہے۔ یا وہ دماغی طور پر بیمار (پاگل) ہو جائے۔ کیا ایسی صورت میں یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ایک مرد اپنی بیوی سے جسمانی لطف کے بغیر ساری زندگی گزار دے یا وہ بے چاری کو طلاق دے دے تو اسے شادی کر لینی چاہیے۔ (رقیہ مقصود ۱۹۹۴ء)

اس مصنفہ نے یہ نہیں بتایا کہ آخر ایک عورت ایک وقت میں خود ایک سے زائد شادیاں کیوں نہیں کر سکتی؟ ایک اور مسلمان مصنف اکبر احمد نے جو ایک اصلاح پسند روایت پسند ہیں اور جن کی کتاب ''اسلام ٹوڈے'' کو لاس اینجلس ٹائمز ایوارڈ بھی مل چکا ہے مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں:

’’خاندانی زندگی کا یہ رخ مغرب کو سمجھانا خاصا دشوار ہے۔ مغرب میں سمجھا جاتا ہے کہ اسلام مردوں کی ایسی جنت ہے جہاں ہر مرد نے چار چار بیویاں کر رکھی ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ قرآن نے مردوں کو ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دے رکھی ہے۔ بعض حالات میں یہ ایک سماجی ضرورت بھی ہے۔ قرآن میں کہا گیا ہے کہ تمہیں اگر کوئی عورت پسند آئے تو تم دو تین یا چار شادیاں کر سکتے ہو تاہم یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر تم ان بیویوں سے عدل نہ کر سکو تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو۔ عدل کی یہ شرط ایسی ہے کہ مرد اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس طرح ایک سے زائد شادیاں ممکن نہیں رہتیں۔ قرآن میں مذکور ہے کہ: بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔ تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے (سورۃ النساء، آیت ۱۲۹)۔ اس طرح قرآن کا اصل منشا یہ ہے کہ ایک ہی شادی کی جائے۔ مسلمانوں کو اس حوالے سے دفاعی یا معذرت خواہانہ رویہ ترک کر دینا چاہیے۔

جدت پسند مسلمان ان مباحث میں نہیں پڑتے۔ ان کا استدلال یہ ہوتا ہے کہ ’’بدلتے ہوئے وقت‘‘ کے مطابق رسوم و رواج اور اخلاقی قوانین میں تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی رہنی چاہئیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو چیز کئی صدیوں قبل قابل قبول تھی، وہ آج کے حالات میں قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ اس لیے قرآن اس دور کے تقاضوں کے مطابق تھا۔ اس لیے اب اس جدید دنیا میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی تعلیمات کی روح کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ان کی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ مساوات، عدل اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ ایک سماجی مصلح (سوشل ریفارمر) تھے۔ اس لیے معاشرے میں اسلامی روح کے مطابق اصلاحات کو متعارف کیا جائے۔

سزائیں اور اسلامی عدل:

بنیاد پرست اور قدامت پرست روایت پسند حضرات سخت اسلامی سزاؤں اور جرمانوں کو خرابیوں کے سدباب کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ جب کہ اصلاح پسند روایت پسند اس سے قدرے اختلاف کرتے ہیں۔ روایت پسند ہونے کے ناطے وہ ان قواعد پر تنقید تو نہیں کرتے، تاہم وہ اس سے ہٹ کر ادھر اُدھر دیکھتے ہیں۔

مثال کے طور پر چوری کے معاملے ہی کو لیجیے۔ اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اگر غربت، مادی ضرورت، بھوک یا کسی ضرورت مند خاندان کی مدد کے لیے چوری کی جائے تو پھر چور بری الذمہ سمجھا جائے گا۔ اور معاشرے کو اس سزا کا مجرم تصور کیا جائے گا۔ تاہم اگر چوری کی صورت یہ نہ ہو اور چور عادی چور نہ ہو تب اس کی ذہنی کیفیت کا معائنہ کیا جائے گا۔ اور اس کی دماغی حالت کا بہتر نہ ہونے کی صورت میں بھی اسے سخت سزا نہ دی جائے گی۔ مسلم ممالک ان معاملات پر کیا رویہ اختیار کرتے ہیں اور ان میں اس حوالے سے کیا عوامل کارفرما ہوتے ہیں، ہم پہلے ان کا جائزہ لیں گے ہم پاکستان کی مثال کو پیش نظر رکھیں گے۔

پاکستان سیاسی طور پر انتہائی مضبوط بنیاد پرستوں کا وطن ہے۔ یہاں کی آبادی بڑی روایت پسند ہے۔ یہاں کی آبادی سیاسی طور پر جدید بین الاقوامی برادری سے اپنا تعلق برقرار رکھنے کی خواہاں ہے۔ اسلامی عدالت نظام اور شرعی قوانین کو ترک کرنے کی صورت میں یہاں بنیاد پرست روایت پسند علیحدہ ہو جائیں گے۔ دوسری جانب لوگوں کے ہاتھ کاٹنے اور زانیوں کو سنگسار کرنے کی صورت میں بین الاقوامی طور پر مذمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور جدت پسند اور کچھ روایت پسند بھی ایک طرف ہو جائیں گے۔ آخر اس مسئلے کا حل کیا ہے۔ آپ شرعی قوانین ضرور نافذ کریں مگر سزاؤں کو سرِ عام نہ دیں۔

اگر یہ ملک شرعی قوانین کے حوالے سے زبانی جمع خرچ کے بجائے انہیں عملی طور پر نافذ کر دے تو یہ محض بنیاد پرستوں اور قدامت پرست روایت پسندوں کے مفاد میں ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ یہ ملک جدید دنیا سے خود کو الگ رکھنا چاہتا ہے۔ چوروں کے ہاتھ کاٹنا، شادی شدہ زانیوں کو سنگسار کرنا یا انہیں کوڑے مارنے جیسی سزائیں بنیاد پرستوں میں قطعی متنازع نہیں ہیں۔ قرآن میں زنا کی جن سزاؤں کا ذکر ہے وہ کسی بھی مسلم ملک میں دینے کا رواج نہیں ہے۔

اسلامی سزاؤں کے حوالے سے شہادتوں کا معاملہ خاصا اہم ہے۔ زنا کے الزام کے ثبوت کے لیے چار مسلمان گواہوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ان گواہوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ انہوں نے کیا دیکھا ہے۔ فرسودہ تقلید علماء کی رائے ہے کہ انہوں نے زنا کا عمل اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھا ہو نہ کہ محض واقعاتی شہادتوں سے انہوں نے سمجھ لیا ہو کہ یہاں زنا کا فعل ہو رہا ہوگا۔ اس طرح ملزم کو شک فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

حال ہی میں نائجیریا کی جس خاتون کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا ہے اس میں گواہوں نے کوئی گواہی نہیں دی۔ اس عورت کے ہاں بچے کی پیدائش ہوگئی' جب کہ اس کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ تاہم اس ثبوت کو کافی سمجھا گیا۔ جب کہ قرآن اور ہزاروں احادیث سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ تاہم بنیاد پرستوں کے لیے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ طالبان نے بھی اپنے دورِ حکومت میں یہ ہی کیا۔ طالبان نے بھی عورتوں کو گولیاں مار کر سزائے موت دی۔ اس سزا کا اسلامی قانون سے کوئی تعلق نہیں۔

طالبان نے ہم جنس پرستوں کو بھی گولیاں ماریں یا پھر ان کے دونوں ہاتھوں کو باندھ کر انہیں دیوار سے لگا کر کھڑا کر کے ان پر بلڈوزر چلا دیا جاتا تھا جس سے ان کی موت واقع ہو جاتی تھی۔

(بحوالہ احمد راشد۔ دی طالبان، نیوہیون اور ایمنسٹی انٹرنیشنل ۱۹۹۹ء)

قرآن کہتا ہے کہ: ''اگر تم میں سے دو مرد بدکاری کے مرتکب ہوں تو دونوں کو سزا دو اور اگر وہ اپنے کئے پر پچھتائیں اور اصلاح کر لیں تو انہیں چھوڑ دو'' (سورۃ النساء، آیت ۱۳)

(واضح رہے کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۳ میں یہ حکم مردوں کے لیے نہیں بلکہ خواتین سے متعلق ہے۔ شیرل بنارڈ سے یہاں فہم قرآن کے حوالے سے سنگین غفلت کا ارتکاب ہوا ہے۔ قارئین خود بھی مذکورہ آیت کا کوئی بھی ترجمہ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مترجم)

سزا دینے کا مقصد یہ نہیں کہ ملزم پر بلڈوزر چلا دیا جائے۔ اس طرح شرعی قوانین میں کوڑے مارنے کی سزا مختلف جرائم پر رکھی گئی ہے۔ مثال کے طور پر شراب نوشی کی سزا کے طور پر بھی کوڑے مارے جاتے ہیں۔ بین الاقوامی رائے عامہ اسے سزا کا مہذب طریقہ باور نہیں کرتی۔ روایت پسند عناصر بھی اس بات کو رد نہیں کر سکتے کہ اسلامی قانون اس سزا کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہ صرف یہ دلیل دیے ہیں کہ اسے خوشنما بنایا جائے۔

رقیہ مقصود اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں کہ "کوڑے مارنے کی سزا بہت سختی سے نہیں دی جائے گی۔ بلکہ پورے عدل سے دی جائے گی ملزم کو بری طرح ضرب نہیں لگائی جائے گی۔ بلکہ مکمل انصاف سے سزا کا عمل مکمل کیا جائے گا۔ ملزم بیمار ہو تو اس کی سزا موٴخر کر دی جائے گی۔ اس کے چہرے پر ضرب نہیں لگائی جائے گی۔ اسی طرح اس کے سر یا نازک حصوں پر بھی ضرب نہیں لگائی جائے گی۔ خواتین کو کوڑے لگاتے وقت پورا لباس پہنایا جائے گا۔ انہیں کھڑا کر کے نہیں بلکہ بٹھا کر کوڑے مارے جائیں گے۔ سزا سخت گرمی، سخت سردی کے موسم میں نہیں دی جائے گی"۔

بعض احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مومنوں کو ایک دوسرے کے معاملات کی ٹوہ میں نہیں لگے رہنا چاہیے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں چھپ کر شراب پی رہا ہو تو اسے سزا نہیں دی جائے گی۔ تاوقتیکہ وہ یہ کام علی الاعلان کرتا ہوا نہ پکڑا جائے۔

اقلیتیں:

قرآن میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں مخالفانہ اور اشتعال انگیز احکام موجود ہیں۔ تاہم بعض مقامات پر ان کے لیے نرم احکامات بھی موجود ہیں۔ تاریخ میں اسلامی برادری مذکورہ قوموں سے حالت جنگ میں مبتلا رہی ہے۔

عام طور پر مسلمانوں کے کسی ملک میں رہنے والے غیر مسلموں کے بارے میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی عبادت کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی یہودی یا عیسائی بیویوں پر ان کے عقائد کے مطابق عبادت کرنے میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ اقلیتوں کی اپنی عدالت ہونی چاہیے اور ان پر ان کے اپنے قوانین کا اطلاق ہونا چاہیے۔ تاریخی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اقلیتوں کو اسلامی سلطنتوں میں آزادی حاصل رہی ہے۔

بنیاد پرست عناصر اس روایت کو جاری رکھنا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے زیر اقتدار غیر مسلموں کو دبا کر رکھنے کے

خواہش مند ہیں۔ بنیاد پرستوں کے دہشت گرد گروپ نے پاکستان میں گرجا گھروں میں عبادت میں مصروف عیسائیوں کا قتل عام بھی کیا ہے۔اس طرح سعودی عرب میں عیسائی اپنے گرجے یا یہودی اپنے معبد تعمیر نہیں کر سکتے۔اس طرح وہ اپنی مذہبی تعطیلات بھی وہاں نہیں منا سکتے۔

طالبان نے اپنا نظام ہر ایک پر لاگو کر رکھا تھا۔طالبان نے بھی وہابیوں کی طرح سے مذہبی تشریح اپنالی' جس کے ذریعے خواتین کو گاڑی چلانے کی اجازت سے محروم کر دیا گیا۔اس حق سے ان غیر ملکی خواتین کو بھی محروم رکھا گیا جو وہاں غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کے لیے کام کر رہی تھیں۔ ہندوؤں سے بھی کہا گیا کہ وہ اپنے مخصوص کپڑے پہنا کریں۔روایت پسند اگرچہ غیر مسلموں سے تعاون کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں۔تاہم وہ بھی ایک اسلامی معاشرے کے قیام کے مقاصد رکھتے ہیں۔تاہم وہ مکالمے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔نظریاتی طور پر یہ ایک اچھی روایت ہے کہ جبر کے بجائے ترغیب کا رویہ اختیار کیا جائے۔

خواتین کا لباس:

حجاب کا مسئلہ بھی حیرت انگیز طور پر اہمیت کا حامل بن چکا ہے۔قرآن ایک حیادار لباس کا تقاضا کرتا ہے اور مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے حیاداری پر زور دیتا ہے۔قرآن نے لباس کے ضمن میں دو گائیڈ لائن کی طرف اشارہ کیا ہے۔ایک کسی جگہ کا مقامی رواج ہے تو دوسرا عورت کے لیے کام کی جگہ کے اعتبار سے لباس کا انتخاب ہے۔

انتہائی مخصوص خواتین بشمول نبی (حضرت محمد ﷺ) کی بیویوں کو حجاب اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ان سے کہا گیا ہے کہ وہ نبی (ﷺ) کی رحلت کے بعد دوسری شادی نہ کریں اور مکمل طور پر ڈھانک دینے والا لباس استعمال کریں۔اس کے عوض ان خواتین سے ''دہرے اجر'' کا وعدہ کیا گیا ہے۔

جدت پسند اور روایت پرست اصلاح پسندوں میں جو افراد ترقی پسندی کی جانب مائل ہیں' وہ قرآن اور حدیث کے مطابق لباس کے بارے میں چند قواعد کی نشاندہی کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ حیادار افراد کو ایسا لباس پہننا چاہیے۔جو بہت بھڑکیلا نہ ہوتا کہ اس کی طرف توجہ بار بار ملتفت نہ ہو۔یہ لوگ قرآن کی اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ:

''دین میں کوئی جبر نہیں۔'' یا یہ آیت کہ ''خدا تمہارے لیے سختی نہیں بلکہ آسانی چاہتا ہے۔'' خواتین پر ایسا لباس پہننے کے لیے دباؤ ڈالنا جس سے وہ بے اطمینانی محسوس کریں یا انہیں اسے پہن کر کام میں دشواری ہو' یہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک ہے۔اس طرح ان کی صحت اور آرام پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

بنیاد پرست اور روایت پرست افراد نے خواتین کے لباس پر بڑی زوردار بحثیں کی ہیں۔ویب سائٹس پر بھی

ایسی چیزیں موجود ہیں۔ان میں ان لڑکیوں کے بیانات بھی شامل کئے گئے ہیں' جنہوں نے پردہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں بتایا ہے۔انتہا پسند بنیاد پرست عناصر اس پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ پردے کا معاملہ اختیاری ہے۔عموماً ان کی مطبوعات میں اس سورت کا حوالہ ملتا ہے' جس میں کہا گیا ہے کہ ''ایمان والی خواتین اپنی نظریں نیچی رکھیں۔'' مگر وہ اگلے جملے کو نظر انداز کر دیتے ہیں جس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''ایمان والے مرد بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں۔'' تاہم تمام تر اخلاقیات کا بوجھ انہی خواتین کو ہی برداشت کرنا پڑا ہے۔

آسٹریلیا کی ایک بنیاد پرست ویب سائٹ ''نداء الاسلام'' میں بتایا گیا ہے کہ ''تمام بچوں کو یہ تعلیم دی جائے کہ وہ صنف مخالف کی موجودگی سے بے چینی ظاہر کریں اور ان کے جسموں سے خوف زدہ رہا کریں۔حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کسی کمرے میں موجود لڑکی سے زیادہ شرم والے تھے (بخاری) اگر ہم یہی احساس ابتدا میں اپنے بچوں میں پیدا کر دیں تو بلوغت کے بعد وہ ان شاءاللہ کسی غیر مناسب اقدام کا ارتکاب نہیں کریں گے۔''

شوہر بیویوں کو پیٹ سکتے ہیں:

بنیاد پرست افراد کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ شوہروں کو اپنی بیویوں کے ساتھ مار پیٹ کرنے کی اجازت ہے۔ان کی نظر میں عورت محض ایک ماتحت ہے۔بنیاد پرستوں کی اپروچ کے مطابق ایسے ادارے ہوں جو مذہبی پولیس کے فرائض انجام دیں اور یہ دُروں اور ڈنڈوں سے مسلح ہوں۔یہ لوگ سڑکوں پر گشت کرتے رہیں اور مردوں کے بالوں کی لمبائی ناپتے پھریں۔وہ یہ دیکھتے رہیں کہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں یا نہیں۔خواتین کے ناخن پر پالش تو نہیں لگی ہوئی وغیرہ وغیرہ۔

قدامت پرست روایت پسند بھی اسی طریقے کو اختیار کرتے ہیں۔اصلاح پسند روایت پسند حضرت البتہ اس طریقے کی حمایت نہیں کرتے۔تاہم وہ اس کی تاویل اور متبادل تشریحات پیش کرتے ہیں۔قرآن کی آیت یہ ہے:

''اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ' خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو۔پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو۔'' (النساء۔آیت:۳۴)

قرآن کی مذکورہ آیت میں دو مقامات پر ابہام پایا جاتا ہے کہ کن وجوہ کی بنا پر اس کام کا جواز ہو سکتا ہے اور خود اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔کچھ افراد کا موقف ہے کہ یہ کام کسی سنگین جرم ہونے کی بنا پر کیا جا سکتا ہے۔حضرت محمد (ﷺ) کے صحابہ کو یقینی طور پر اس بات کا علم تھا۔بعض لوگوں نے لفظ ''مارو'' پر بڑی طویل بحثیں کی ہیں۔تاہم اس کا مطلب ''ہلکی ضرب'' سے زیادہ نہیں ہے۔

القرضاوی کا کہنا ہے کہ ''بیویوں کو مارا جا سکتا ہے مگر ان کے چہرے پر نہیں مارنا چاہیے۔'' امریکی مسلمانوں کے

ایک جریدے نے جس کا نام ''اسلامک ہورائزنز'' ہے' اپنے ایک خصوصی شمارے میں گھریلو تشدد کو اپنا موضوع بنایا ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کی اس آیت کا اطلاق صرف غلط کار بیوی پر ہوگا اور اس میں بھی شوہر اپنی بیوی کو کسی مسواک کے ذریعے ہلکی سی ضرب لگانے پر اکتفا کرے گا۔

جدت پسند طبقے کے لیے یہ ایشو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ان کے خیال میں توریت کی طرح قرآن میں شامل بعض احکام آج کے حالات سے مطابقت نہیں رکھتے۔یہ حلقہ اس سورت کے ثقہ ہونے پر بھی شک کا اظہار کرتا ہے۔ان کا موقف ہے کہ ان کے رسول ﷺ کا طریقہ اس سورت کے حکم سے مطابقت نہیں رکھتا۔ان کا کہنا ہے کہ احادیث کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو اپنی بیویوں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔اسی طرح حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو تشدد کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔تاہم ان احادیث کو بنیاد پرستوں یا قدامت پسند روایت پسندوں کی ویب سائٹ میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

حضور اکرم (ﷺ) نے اپنے آخری ایام میں مردوں کو خبردار کیا تھا کہ ''عورتوں سے سلوک کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔'' بعض مصدقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور (ﷺ) کی خانگی زندگی میں ان کے اپنی ازواج سے اختلاف ہوجایا کرتے تھے۔ایک موقع پر آپ (ﷺ) سخت ناراض بھی ہوئے تھے۔انہوں نے چند طنزیہ کلمات بھی ادا کئے۔آپ نے اپنے سسر سے شکایت کی اور پھر آپ ایک مہینے تک اپنی ازواج سے الگ رہے۔

قرآن کو حضرت محمد (ﷺ) کی رحلت تک تحریر نہیں کیا گیا تھا۔بعد میں مختلف ہڈیوں اور درختوں کی چھال پر لکھے ہوئے اجزا کو جمع کیا گیا۔اس طرح قرآن کے مختلف نسخے سامنے آگئے۔جو ایک دوسرے سے متضاد تھے۔اسی لیے سوائے ایک کے باقی تمام نسخوں کو ضائع کردیا گیا۔اسی وجہ سے عام طور پر یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ اس عمل میں کم از کم دو قرآنی سورتیں بھی ضائع ہوگئیں۔جدت پسندوں کا موقف ہے کہ بعض سورتوں کو غیر موزوں انداز میں شامل کردیا گیا ہے۔جبکہ دوسری جانب روایت پسندوں کا کہنا ہے کہ ایسا سوچنا بھی انتہائی قابل مذمت ہے۔یہ حلقہ قرآن کو الہامی تصور کرتا ہے اور اس کاغذ کا بھی بے حد احترام کرتا ہے' جس پر اسے شائع کیا جاتا ہے۔

جمہوری اسلام کے فروغ کے لیے رفقاء کی تلاش

چند اختیارات:

اسلامی دنیا میں جمہوریت کے فروغ اور اس ضمن میں تعمیری انداز میں معاونت کا ارتقائی عمل طویل عرصے سے جاری ہے۔ہم اس ضمن میں اپنے لیے موزوں رفقاء (Partners) کا تجزیہ پیش کریں گے۔

سیکولر طبقہ (SECULARISTS):

گو کہ اس اصطلاح میں کسی حد تک ابہام ہے۔ تاہم مغربی جمہوریتوں میں کلیسا اور ریاست دو علیحدہ وجود رکھتے ہیں ۔اس اعتبار سے مسلم دنیا میں سیکولر طبقہ ہمارے لیے فطری اتحادی ہوسکتا ہے۔ برسبیل تذکرہ یہ بتانا ضروری ہے کہ اس اصطلاح سے مراد بدھ دنیا یا عیسائی دنیا نہیں بلکہ صرف بین الاقوامی اصطلاح کے مطابق اسلامی دنیا یا مسلم ریاستیں ہی ہمارا موضوع ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی دنیا میں بعض انتہائی اہم سیکولر عناصر پوری طرح ہمارے دوست نہیں یا وہ ہم سے مخالفت رکھتے ہیں۔ بائیں بازو کے نظریات، امریکہ مخالف ہونا، جارح قوم پرستی اور کلیت پسند ڈھانچے ہمیں اسلامی دنیا میں نظر آتے ہیں۔

ایک رکاوٹ یہ بھی رہی ہے کہ مغربی نظریات اور پالیسی سازوں کے مطابق اسلامی دنیا دیگر ثقافتوں کے برعکس سیکولرازم کو قبول نہیں کرسکتی۔ ان کا خیال ہے کہ مذہب بنیادی طور پر اہم سیاسی قوت ہے اور اسلامی دنیا اس سے میل نہیں کھا سکتی۔ عملی طور پر یہ بات ہی غلط ہے۔ اسلامی دنیا کے متعدد ممالک میں سیکولر حکمران طبقہ اپنا مقام بنا چکا ہے اور اپنے لیے جواز بھی حاصل کرچکا ہے۔ بلکہ اسے مقبولیت بھی حاصل ہوچکی ہے۔ اسی طرح اسلامی ملکوں میں سیکولر تحریکوں کو عوامی پذیرائی بھی حاصل ہوئی ہے۔

اس اعتبار سے اسلامی دنیا کی سب سے کامیاب ریاست ترکی ہے۔ ترکی نے اپنا موجودہ سٹیٹس جارحیت پر مبنی سیکولرازم کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ یہ سلطنت عثمانیہ کا ایک ایسا ملک تھا جہاں الہامی نظریات کی حکمرانی تھی۔ اس اعتبار سے ترکی کا معاملہ نہایت اہم ہوکر ہمارے سامنے آتا ہے۔

۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد ہماری مخالفت میں اضافہ سامنے آیا ہے۔ یہ مخالفت مغرب اور امریکہ کے خلاف اور مغربی اقدار کے خلاف ہے۔ اس بات کے شواہد بھی ہیں کہ انتہا پسند بنیاد پرست عناصر جو بہت زیادہ مخالفانہ کردار ادا کرنے کے قابل نہیں تاہم ان کا بڑی حد تک کنٹرول برقرار ہے اور یہ اپنے سخت گیر رویے کی بدولت آبادی کے ایک بڑے طبقے کو ہم نوا بنانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ ہمیں مذکورہ صورت حال کی روک تھام کرنی چاہیے تاکہ کوئی مزید ٹکراؤ والی صورت حال جنم نہ لینے پائے۔ جو آبادی بنیاد پرستی کا شکار ہوچکی ہے۔ وہ جدیدیت اور سیکولرازم کی طرف اسی وقت آئے گی جب اسے اس میں کشش محسوس ہوگی۔ ایران میں بالکل یہی صورت حال جنم لے رہی ہے۔ خاص طور پر طالب علم اور نوجوان نسل بنیاد پرستی سے دور ہورہی ہے۔ افغانستان میں روایت پسند شرفاء کا طبقہ جو ''غیر ملکی'' بنیاد پرستوں کے احکامات اور نگرانیوں سے اپنی ہتک محسوس کرتا تھا اور شہری علاقوں کا متوسط طبقہ اور آبادی کا نوجوانوں پر مشتمل حصہ اسی وجہ سے طالبان کے اسلام کی مخالفت میں متحد ہوگیا تھا۔

〈جاری ہے〉

عینک فریمی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆صدر ۲۳ مارچ کو لاہور میں بابِ پاکستان کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ (ایک خبر)

❑ جس کا ایک کواڑ ٹوٹا ہوا ہوگا۔

☆ڈاکٹر قدیر سے تحقیقات جاری ہیں۔ (دفتر خارجہ)

❑ وہ معافی کیا ہوئی وہ وعدے کہاں گئے!

☆سرائیکیوں کو حقوق نہ ملے تو وہ بھی دھماکوں پر مجبور ہوں گے۔ (تاج محمد لنگاہ)

❑ سبحان اللہ! صدقے تھیواں! جتھ سائیں دا پیڑ ڈاتری پھیر نہ پھیر

☆پیپلز پارٹی سے کچھ لو، کچھ دو پر سمجھوتہ ممکن ہے۔ (شیخ رشید)

شیخ کیا خوب ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب اُسی عطار کی لونڈی سے دو الیتے ہیں

☆گورنر بلوچستان نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا فضائی معائنہ کیا۔ (ایک خبر)

❑ مصیبت زدہ عوام کو دور سے سلام!

☆شہباز شریف کی تیسری شادی۔ ماں نے بات تک نہ کی۔ (ایک خبر)

ماں باپ کا جسے نہ بڑھاپے میں ہو خیال اُس ناسعید بیٹے کی قسمت اُلٹ گئی

☆بسنت نائٹ: لاہور پر رنگ و نور کی بارش، فائرنگ کرنے والے ۱۵۰ منچلے گرفتار، پولیس کی سرپرستی میں مجرے، اربوں روپے کی پتنگیں ہوا کی نذر۔ (ایک خبر)

☆لاہور: اچھرہ بازار میں دھاتی ڈور کی وجہ سے بجلی کے ٹرانسفارمر میں آگ بھڑک اٹھی ۶۰۰ دکانیں تباہ، نوجوان ہلاک (دوسری خبر)

☆بسنت اور میراتھن ریس جیسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ (صدر پرویز)

❑ **الناس علی دین ملوکھم** ''لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر چلتے ہیں۔''

☆امریکی امداد سے پرائمری تا ہائر سیکنڈری قومی نصاب پر نظر ثانی کا منصوبہ تیار۔ (وزارت تعلیم کے سینئر افسروں کا احتجاج)

❑ غلامی کا نیا ایڈیشن آ رہا ہے۔

☆۲۰۰۶ء میں تعلیمی نظام آغا خان بورڈ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ (ایک خبر)

❑ عوام انتظار کریں۔ جلد ہی ملک بھی آغا خان کو فروخت کر دیا جائے گا۔

مولانا محمد مغیرہ
خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر

(دوسری قسط)

مرزا قادیانی......دجل و تلبیس کا امام

مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعاوی سوائے دجل و تلبیس کے کچھ نہیں۔ مرزا اپنے دجل، تلبیس، کذب وریا اور فراڈ میں آخری درجے پر فائز ہے، جس کا احاطہ ممکن نہیں۔ تاہم دجل کے چند نمونے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

قارئین! گزشتہ قسط میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مرزا کادیانی نے جن تیس آیات کو وفات مسیح پر دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان میں ایک آیت سورۃ آل عمران کی آیت ۵۵ ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں:

﴿ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَه﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چند وعدے فرمائے ہیں اور اس کا پس منظر مختصر یہ ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ وعدے فرمائے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو پورا پورا لے لوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تجھ کو کافروں سے پاک کر دوں گا۔ اور تیرے تابعداروں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب اور فائق کر دوں گا۔ اس آیت میں توفی کا لفظ موجود ہے۔ جس کے علماء نے اپنے اپنے طور پر تین معانی کیے ہیں۔

ایک اس کا اصلی معنیٰ پورا پورا لینا، دوسرا مجازی معنیٰ نیند جبکہ تیسرا معنیٰ موت ہے وہ بھی مجازی ہے۔ توفی کا حقیقی معنیٰ کیا جائے تو معنی مذکورہ ہوگا جو چند سطور پہلے لکھا گیا اور اگر توفی کا معنی نیند کیا جائے تو معنی اس طرح ہوگا کہ اے عیسیٰ میں تجھے نیند دوں گا اور (پھر اسی حالت میں) اپنی طرف تجھے اٹھا لوں گا (الی آخرہ)۔

ان مندرجہ دونوں معنی کرنے پر کسی قسم کا کوئی تردد نہیں البتہ تیسرا معنی توفی کا موت جب مراد لیا جائے کہ اس جگہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے موت کا معنی مراد لیا ہے تو ان چاروں وعدوں کے وقوع کی ترتیب اس طرح ہوگی:

﴿ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَه﴾

تینوں وعدے پہلے وقوع پذیر ہوں گے۔ جبکہ متوفیک کے وعدہ کا وقوع ان کے نزول من السماء کے بعد ہوگا۔ اور یہ بات بھی ہماری اپنی نہیں ہے بلکہ جس شخصیت یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے متوفیک کا معنی موت کیا ہے وہی سیدنا

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک الی ثم متوفیک فی آخر الزمان . ﴾

(تفسیر درمنثور)

میں اٹھانے والا ہوں تجھے اپنی طرف پھر وفات موت دوں گا۔آخر زمانہ میں اور یہ طریقہ تفسیر قرآن کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ قرآن مجید میں کئی باتوں کو ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ ان میں بعض باتیں فی نفسہ وقوع کے اعتبار سے بعد میں ہوتی ہیں مگر ذکر پہلے موجود ہوتا ہے۔اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ آیت بالکل واضح ہے۔قرآن مجید کی سورۃ النساء (چھٹے پارہ) کی آیت ۱۶۳ میں کچھ انبیاء کے اسماء کا ذکر جس کی ترتیب قرآن مجید میں اس طرح ہے:

﴿وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ.﴾

اس ترتیب قرآنی کو سامنے رکھا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یونس علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے بنتا ہے حالانکہ زمانہ جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ حضور علیہ السلام یعنی ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء و رسل علیہ السلام کے بعد ہے۔جبکہ ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت میں ان انبیاء سے پہلے ہے۔قرآن مجید میں ایسا کئی جگہوں پر ہے کہ کسی بات کا تذکرہ ایک بات سے پہلے ہے جبکہ اس کا وقوع بعد میں ہوتا ہے۔یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے،اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔مگر مرزا قادیانی کا دجل ملاحظہ فرمائیں:

قرآن کریم کی آیت موصوفہ بالا میں ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں لیکن حال کے متعصب ملاجن کو یہودیوں کی طرز پر یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ کی عادت ہے اور مسیح ابن مریم کی حیات ثابت کرنے کے لیے بے طرح ہاتھ پیر مار رہے ہیں اور کلام الٰہی کی تحریف و تبدیل پر کمر باندھ لی ہے اور نہایت تکلف سے خدا تعالیٰ کی ان چار ترتیب وار فقروں میں دو فقروں کی ترتیب طبعی سے منکر ہو بیٹھے۔(روحانی خزائن،جلد۳ص ۶۰۸)

ایک دوسری جگہ پر اپنے اس دجل کو اس طرح بیان کیا ہے:

''اب اس جگہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ پہلے لکھا اور رافعک بعد اس کے بیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ وفات پہلے ہوئی اور رفع بعد از وفات ہوا۔''(روحانی خزائن،جلد۳ص ۳۳۰)

نیز لکھتے ہیں:

''کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ جواہرات مرصع کی طرح اپنے اپنے محل پر چسپاں ہیں۔''(روحانی خزائن،جلد۳ص ۶۱۲)

قارئین! مرزا کا ہر دجل اپنی مثال آپ ہے۔ہر بات کرنے میں دھوکہ اور ہر بات پیش کرنے میں فراڈ۔چونکہ

مرزا کادیانی کا اصرار ہے کہ سورۃ آل عمران کی آیت اِنّیِ مُتَوَفِّیکَ میں توفی کا معنی موت ہے اور پھر یہ کہ سیدنا ابن عباس بھی اس جگہ موت ہی معنی کر رہے ہیں تو مرزا کادیانی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اور اس پر اپنے دجل کا کلہاڑا چلا دیا کہ آیت موصوفہ میں ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کئے گئے ہیں چونکہ **متوفیک** پہلے لکھا اور **رافعک** بعد اس کے اس لیے وفات پہلے ہونا ضروری ہے پھر رفع ہو۔

قارئین کرام! پہلی بات یہ ہے کہ قرآن مجید چودہ صدی پہلے نازل ہوا اس وقت سے مرزا کادیانی تک اس آیت کا ترجمہ وتفسیر ہوتی چلی آئی۔ اگر مفسرین نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کیا ہوا ترجمہ اس آیت میں موت کیا تو مفسرین نے ساتھ ہی لکھا کہ سیدنا ابن عباس اس جگہ عمل تقدیم وتاخیر کے قائل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع پہلے جب کہ موت نزول آخر زمانہ یعنی نزول من السماء کے بعد ہوگی لیکن مرزا قادیانی نے چونکہ دجل سے اپنا الو سیدھا کرنا تھا۔ اس لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری بات عمل تقدیم وتاخیر کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اس عمل کو یہودیوں کی طرح تحریف کرنے کا مصداق قرار دیا۔ مگر لاعلم لوگ مرزا قادیانی کی ان مندرجہ مذکورہ عبارتوں کو سامنے رکھ کر کہنے لگے کہ جو کلمہ قرآن مجید میں جس ترتیب سے موجود ہے اسی ترتیب سے ان کا وقوع بھی ضروری ہے۔ ہم اس وقت کے مرزائی مربی حضرات سے درخواست کریں گے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اس جگہ توفی کا معنی موت کرنے کو جس طرح تم لوگ بیان کرتے ہو ایسے ہی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہنا کہ:

﴿ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک الی ثم متوفیک فی آخر الزمان ﴾ (تفسیر درمنثور)

بھی اپنی جماعت کے لوگوں کو بتاؤ اور اپنی آخرت خراب نہ کرو لیکن محسوس ایسے ہوتا ہے کہ قادیانیوں کا پڑھا لکھا طبقہ بھی اس بات پر آمادہ اور تیار نہیں کہ اسی میں ان کی دنیاوی عافیت ہے، قیامت تو کسی نے دیکھی نہیں۔

﴿جاری ہے﴾

عابد مسعود ڈوگر

جماعتِ احمدیہ کی سالانہ رپورٹ
تصویر کا دوسرا رخ

ہمارے پیشِ نظر قادیانی جماعت (جماعتِ احمدیہ) کی طرف سے سال ۲۰۰۴ء کی شائع ہونے والی سالانہ رپورٹ ہے، جسے اجمالاً انٹرنیٹ پر بی بی سی اردو ڈاٹ کام ڈاٹ یو۔کے نے جاری کیا ہے۔ ہم بی بی سی کی اس ویب سائٹ پر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جاری کئے جانے والے اعداد و شمار ذکر کر کے اپنا تبصرہ قارئین کے سامنے لائیں گے۔ اس رپورٹ میں پاکستان کے اردو پریس پر بہت سارے ایسے الزامات عائد کئے گئے ہیں جو ہمارے خیال میں خلافِ حقیقت ہیں۔ ایسی رپورٹیں شائع کرنے کا مقصد پاکستان سے باہر کی دنیا میں اپنے لیے ہمدردانہ فضا کو بحال رکھنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ''احمدیوں'' نے کہا ہے کہ سال ۲۰۰۴ء میں صرف لاہور کے اخبارات میں ان کے خلاف بطور پراپیگنڈہ ۲۰۲۱ خبریں شائع کی ہیں۔ جو اعداد و شمار انہوں نے پیش کئے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

روزنامہ ''نوائے وقت'' میں شائع ہونے والی احمدی مخالف خبروں کی تعداد ۴۰۷ ہے۔ سب سے زیادہ خبریں ''نوائے وقت'' میں شائع ہوئیں۔ دوسرے نمبر پر روزنامہ ''پاکستان'' میں ۳۴۲ خبریں شائع ہوئیں۔ تیسرے نمبر پر روزنامہ ''جنگ'' میں ۲۲۱ خبریں شائع ہوئیں۔ اسی طرح بالترتیب ''خبریں'' میں ۱۹۰ ''آواز'' میں ۱۶۰ ''ایکسپریس'' میں ۱۹۸۔ اس کے علاوہ دیگر اخبارات میں مجموعی طور پر ۳۰۵ خبریں شائع ہوئیں۔ سالانہ رپورٹ میں ان اخبارات کے مدیران اور مالکان کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ ان خبروں نے کتنی جگہ گھیری، اس کا حساب بھی رپورٹ میں درج ہے۔ ان اخبارات کی مجموعی خبروں کو جمع کر دیا جائے تو آٹھ ہزار مربع انچ جگہ بنتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی مظلومیت اور نظر انداز کرنے کا گلہ کرتے ہوئے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جماعتِ احمدیہ نے جو وضاحتیں جاری کیں، ان کے شائع ہونے کی جگہ اور تعداد اس طرح ہے۔ شائع ہونے والی وضاحتوں کی تعداد صرف ۱۶، اور اخبارات میں ان کی جگہ ۴۰ انچ بنتی ہے۔ مختلف رسائل میں جو ان کے خلاف مضامین شائع ہوئے ہیں ان کی تعداد ۸۰۰ صفحات کی ایک کتاب کے برابر ہے۔ جماعت احمدیہ کا کہنا ہے کہ ویسے تو ان کے خلاف خبریں ملک بھر میں شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن وسطی پنجاب کے اخبارات اب تک ان سے سبقت لیے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت کے کارکنوں پر ان کے دعووں کے مطابق ملک بھر میں ایک سال کے دوران مذہب کے نام پر ۵ مقدمات قائم کیے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ پریس میں بلا تحقیق حکومتی عہدے داروں پر قادیانی ہونے کا الزام عائد کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً ماضی میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم، ضیاء الحق مرحوم، معین قریشی، صدر جنرل

پرویز مشرف، جناب شوکت عزیز پر بھی قادیانی ہونے کا الزام عائد ہو چکا ہے۔ جماعت احمدیہ نے آغا خانیوں کی وکالت کرتے ہوئے ان کے ساتھ بھی پریس میں ہونے والے ناروا سلوک کی شکایت کی ہے اور کہا ہے کہ ان الزامات کا مقصد حکومتی عہدے داروں کو بلیک میل کر کے ''احمدیوں'' کے خلاف اقدامات کرنے پر مجبور کرنا ہوتا ہے۔ انہیں حکومت وقت سے بھی شکایت ہے کہ اس سال حکومت نے روشن خیال اور جدت پسند پاکستان کا نعرہ تو بلند کیا لیکن احمدی کارکنوں کے انسانی اور مذہبی حقوق ماضی کی طرح ہی پامال کیے جاتے رہے ہیں۔ مزید براں یہ دعویٰ بھی اس رپورٹ میں شائع ہوا ہے کہ احمدیوں نے تحریک پاکستان میں قائداعظم کا ساتھ دیا تھا اور موجودہ مذہبی رہنما اس تحریک کے خلاف تھے۔ انہیں تحریک پاکستان میں قائداعظم کا ساتھی ہونے کی سزا دی جا رہی ہے۔ یہ بھی اعتراض اس رپورٹ میں شامل ہے کہ قادیانیوں پر امریکی پشت پناہی کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ ہمارے شناختی کارڈ کے رنگ علیحدہ کرنے کا مطالبہ بھی علماء کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے اور انہیں مرتد کی شرعی سزا پر بھی اعتراض ہے اور رپورٹ میں کہا ہے کہ اس کی سزا قتل کیوں تجویز کی جاتی ہے۔ انہوں نے اس ساری صورتحال کا الزام پریس اور حکومت پر یکساں طور پر عائد کیا ہے کہ دونوں طبقے ''مولوی'' کی خوشنودی کے لیے یہ سارا جتن کر رہے ہیں۔ انہیں شکوہ ہے کہ تمام خبریں بلاتحقیق شائع کر دی جاتی ہیں۔ اس سے پہلے کے ہم اس رپورٹ پر اپنا نقطہ نظر بیان کریں اور کچھ حقائق جو کہ ناقابل تردید ہیں انہیں پڑھنے والوں کے سامنے لائیں ضروری ہے کہ اس ضمن میں آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کی طرف سے اس رپورٹ پر وضاحتوں کو بھی درج کر دیا جائے۔ پاکستان میں اخباری مالکان کی تنظیم کے صدر عارف نظامی نے اپنا نقطہ نظر ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> ''اے۔ پی۔ این۔ ایس کا ضابطہ اخلاق موجود ہے۔ لیکن اخبارات آزاد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی تنظیم اخبارات کی انفرادی پالیسی طے نہیں کرتی۔ اس لیے اس رپورٹ کے ڈی میرٹس میں جائے بغیر وہ یہ ہی کہہ سکتے ہیں کہ جب کوئی بیان جاری ہوتا ہے تو اخبارات اسے شائع کر دیتے ہیں اور کسی کو بھی نظر انداز کرنے کی پالیسی اخبارات میں موجود نہیں ہے۔''

قارئین جانتے ہیں کہ قادیانیوں کا یہ واویلا نیا نہیں ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ملک کو بدنام کرنے کے لیے کوئی حربہ انہوں نے ابھی تک فروگزاشت نہیں چھوڑا ہے۔ دنیا بھر میں سیاسی پناہ (Political Asylum) کے نام پر قادیانیوں نے جو طوفان برپا کر رکھا ہے ہم چاہیں گے کہ اس کی حکومت اور میڈیا کی طرف سے نقاب کشائی ضرور ہونی چاہیے۔ تحریک پاکستان میں قادیانیوں کا کیا کردار ہے۔ اس کا ہم پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے تاکہ رپورٹ پڑھنے والوں کی آنکھیں دھول سے محفوظ رہیں۔ ہمارے سامنے قادیانی جماعت کا ترجمان روزنامہ ''الفضل'' شائع شدہ قادیان گورداسپور انڈیا ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء ہے جس میں قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود کا ایک بیان ہے جسے پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ یہ طبقہ تحریک پاکستان میں کس نیت سے شامل رہا ہے؟ مرزا صاحب کہتے ہیں:

اکھنڈ بھارت:

''ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، ہم پھر یہ کوشش کریں گے کہ پھر یہ کسی طرح متحد ہو جائے۔''

یہی اکھنڈ بھارت کا نظریہ ہے جو قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے اس لیے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے مرکز سابقہ ''ربوہ'' اب چناب نگر میں مرزا قادیانی آنجہانی کی اہلیہ اور مرزا بشیر الدین محمود کی بیوی کی قبروں پر ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس کی تصویر کئی جگہ شائع ہو چکی ہیں۔ اس بورڈ پر مرزا بشیر الدین محمود کا ایک قول درج ہے۔ ہم قارئین کی خدمت میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں:

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی:

''جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے (معاذ اللہ) حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی اہلیہ) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے جا کر دفن کر دیں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیش گوئی ہے اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اس کو کبھی بھی نہیں بھولنا چاہیے۔''

یہ تحریر پاکستان کی مخالفت کرنے والے کسی مولوی کی نہیں بلکہ احمدیوں کے ''گرو'' کی ہے۔ تحریکِ پاکستان کی مخالفت کرنے والے کسی بھی مولوی نے ہندوستان میں اپنے آبا و اجداد، اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش کبھی نہیں کی۔

قادیانی کس تحریکِ پاکستان میں اپنی شمولیت کا بے ڈھنگا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس پاکستان کی تحریک میں جس سے گورداسپور قادیانیوں کی سازشوں کی بنیاد پر مسلم اکثریتی آبادی کا حصہ ہوتے ہوئے بھی پاکستان میں شامل نہ ہو سکا۔ قائداعظم نے تو احمدی جماعت ہی کے اہم رہنما آنجہانی سر ظفر اللہ قادیانی پر اتنا اعتماد کیا کہ باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کی طرف سے وکالت کے فرائض ان کے سپرد کئے۔ مگر انہوں نے جماعت احمدیہ کو باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ سے ہٹ کر اپنا علیحدہ محضر نامہ پیش کرنے کا مشورہ دیا۔ جب جماعت احمدیہ کی طرف سے محضر نامہ باؤنڈری کمیشن کو پیش کیا تو کمیشن کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جماعت احمدیہ اپنے آپ کو علیحدہ مذہب' اپنے سول اور فوجی ملازمین کی تعداد، کیفیت اور آبادی کی مبالغہ آمیز تفصیلات کے ساتھ اس محضر نامہ میں یہ مطالبہ کر رہی تھی کہ ان کے مرکز قادیان کو ''ویٹی کن سٹی'' کا درجہ دیا جائے' جس میں اس جماعت کے بانی کا مولد و مدفن اور مرکز ہے۔ حکومتِ پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی ایک کتاب (Partition of The Punjab) کی جلد ایک صفحہ ۴۲۸ تا ۴۶۹ پر قادیانی عرضداشت اور جملہ تفصیلات

موجود ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ اب تک اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرنے والی جماعت احمدیہ اس عرضداشت میں خود کو مسلمانوں سے الگ مذہب کے طور پر ریڈکلف کمیشن کے سامنے متعارف کرا رہی تھی۔ اس لحاظ سے ۱۹۷۴ء میں جو آئینی ترمیم ہوئی تو یہ ان کے اپنے ہی مطالبہ پر ہوئی۔ جسے آج تک احمدی بنیاد بنا کر پوری دنیا میں اپنی مظلومیت کا رونا رو رہے ہیں اور اس ساری آبادی کا نقشہ جس میں خود کو احمدیوں نے مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا تھا وہ ۱۹۴۰ء میں تیار کیا گیا تھا۔ باؤنڈری کمیشن نے ویٹی کن سٹی کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا۔ البتہ مرزائیوں کے محضرنامے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ شمار کرتے ہوئے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر دیئے۔ اپنا مفاد تھا تو خود کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا جب ہم نے عمل درآمد کیا تو برا مان گئے۔ اسی طرح اسی جماعت کی سازشوں کی وجہ سے جو اہم علاقے انڈیا کے قبضہ میں چلے گئے ان کی وجہ سے ہندوستان کو کشمیر میں جانے کا اہم راستہ ہاتھ لگ گیا اور مسئلہ کشمیر تب سے اب تک ملک وقوم کی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔

جناب ایسی جماعت سے تو بہتر تھا کہ آپ مولویوں کی طرح کھلی مخالفت کرتے تاکہ قوم کو کشمیر جیسے مسئلے کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ (قادیانیوں نے ۳۰ء کے عشرہ میں بھی کشمیر کو ہتھیانے کی ایک بھیانک کوشش کی تھی جسے اس وقت مجلس احرار اسلام نے پرزور تحریک کے ذریعے ناکام بنا دیا تھا) تحریکِ پاکستان میں دیو بندی مکتبہ فکر کے اہم ترین رہنما اور بزرگ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور آپ کے سلسلہ کے تمام خلفاء اور مشائخ مکمل طور پر شامل تھے اور ان کی شمولیت کا اعتراف قائداعظم نے ملک کے دونوں حصوں میں اسی مکتبہ فکر کے علماء علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کے ہاتھوں پرچم کشائی کروا کر کیا۔ قائداعظم کی نماز جنازہ دیو بندی علماء کے ہی ایک عظیم سپوت حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے پڑھائی۔ قادیانی جماعت کے اہم رہنما اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی آنجہانی جنازے کے اجتماع میں شامل ہونے کے باوجود نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور نماز کے موقع پر مجمع سے دور کھڑے رہے۔ یہ تھا جماعتِ احمدیہ کی طرف سے قائداعظم کا ساتھ:

''شرم تم کو مگر نہیں آتی''

احمدیوں کی طرف سے ہم کیونکر غافل ہو سکتے ہیں جبکہ پاکستان میں بسنے والی قوم کے مرشد حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے ۳۰ء کے عشرہ میں نہرو کو ایک خط میں لکھا تھا'' قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں''

ملک بنا تو ۱۹۵۲ء کو اپنا سال قرار دیتے ہوئے جو کھیل جماعت احمدیہ نے کھیلنا چاہا۔ قیام پاکستان کی مخالفت کرنے والی جماعت مجلس احرار اسلام نے تو اس وقت جذبہ حب الوطنی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ۱۹۵۳ء میں تحریک چلا کر قادیانیوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ ۱۹۶۵ء میں احمدی چھوکروں کا جو کردار رہا ہے' وہ تاریخ کا ایک

شرمناک باب ہے۔(یادرہے کہ مجلس احرار اسلام نے قیام پاکستان کو نہ صرف کھلے دل سے قبول کرلیا تھا بلکہ ۱۹۴۹ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے ملک میں وسیع تر سیاسی استحکام کے لیے اپنی جماعت کو سیاست سے علیحدہ کر کے تبلیغی امور کے لیے وقف کردیا تھا۔دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس لاہور جنوری ۱۹۴۹ء کے جس اجتماع میں اس اہم فیصلے کا اعلان کیا گیا ٗاس کے شرکاء کی تعداد بلا مبالغہ پچاس ہزار سے زائد تھی)۔

بدترین سے بدترین جانور بھی جس تھالی میں کھاتا ہے اس میں چھید نہیں کرتا لیکن قادیانی ہیں کہ ۵۷ سالوں سے ملک کی بنیادیں کھودنے میں لگے ہوئے ہیں۔مثلاً ان کی کوشش ہمیشہ سے ملک کو اندرونی اور بیرونی طور پر خطرات کے سپرد کرنے کی رہی ہے۔اسرائیل کے ساتھ ان کے رابطوں کے دستاویزی ثبوت کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔انڈیا کے مفادات کے لیے یہ ملک میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں۔اس کی تفصیل میں جائے بغیر ہم اپنے قارئین کی توجہ ایک خبر کی طرف دلاتے ہیں۔۵ ستمبر ۲۰۰۴ء کو ملک کے معروف اخبار روزنامہ ''خبریں'' لاہور میں ایک افسوس ناک خبر شائع ہوئی کہ تھانہ رسول پور تارڑ تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد پولیس نے مبشر احمد نامی قادیانی کو گرفتار کیا۔اس پر ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا شک تھا۔دوران تفتیش اس نے خود علاقہ کے اے۔ایس۔پی کے سامنے اقرار جرم کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ وہ بھارت کی تخریب کار ایجنسی ''را'' کے لیے کام کر رہا ہے اور اس سلسلہ میں اُسے اپنے بہنوئی حبیب احمد کا تعاون حاصل ہے۔ان دونوں افراد کا تعلق اور ان کے جملہ خاندان کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔آج تک جماعت احمدیہ کی طرف سے اس خبر کی تردید نہیں آئی۔ہم اسے کیا سمجھیں؟ تحریک پاکستان کا مجاہدانہ کردار یا تخریب پاکستان کا منافقانہ طرزِ عمل؟ اور یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ کوئی قادیانی جاسوسی کے الزام میں پکڑا گیا ہو۔اس کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔۷۱ء میں سقوطِ ڈھاکہ کے وقت ایم ایم احمد کی کیا سرگرمیاں رہی ہیں۔اس کی تفصیلات اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔امریکہ دوستی کا الزام قادیانیوں کو نہ جانے کیوں برا لگ رہا ہے۔جبکہ اس جماعت کے بانی خود کو انگریز کا ''خود کاشتہ پودا'' قرار دے چکے ہیں۔جس کا ثبوت خود ان کے مذہبی لٹریچر میں موجود ہے۔آغا خانیوں کی ہمدردی بالکل درست ہے کیونکہ وہ بھی ان کی طرح استعماری ایجنٹ ہیں۔دو ہفتے پہلے صدر بش نے اپنے ایک خطاب میں پاکستانی نصاب کے حوالے سے ہونے والی تبدیلیوں میں اپنی مداخلت کا اعتراف کیا ہے۔یاد رہے کہ نئی صورت حال میں پاکستان کا نظامِ تعلیم متعدد تبدیلیوں کے بعد آغا خانیوں کے کنٹرول میں جا چکا ہے۔مرتد کی شرعی سزا کے حوالے سے گزارش یہ ہے کہ یہ سزا قرآن و سنت میں موجود ہے اور مولوی چاہیں بھی تو اسے ختم نہیں کر سکتے اور اس کے نفاذ کا مطالبہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔جہاں تک مختلف حکومتی عہدے داروں پر قادیانی ہونے کے الزام کا تعلق تو یاد رہے کہ یہ الزام کبھی بھی ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے ذمہ داران کی طرف سے نہیں لگایا گیا۔جن حضرات سے اس ضمن میں کبھی وضاحت طلب کی گئی تو اس کے کچھ اسباب بھی رہے ہوں گے۔دنیا بھر میں مختلف ادارے جو رپورٹیں شائع کرتے ہیں ٗ ان میں اخبارات کا نام تو ہوتا ہے مگر مالکان اور

مدیران کا نام شامل نہیں ہوتا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بیان کی جانے والی تفصیلات کو ہم سمجھتے ہیں۔ اخباری صنعت سے وابستہ افراد کو پریشر میں لاکر اپنے مذموم مقاصد کی راہ ہموار کرنے کی کوشش ہے۔ ہم پوری دیانت داری کے ساتھ اخبارات کے مدیران سے مطالبہ کرتے ہیں۔ قادیانیوں کی تمام خبروں کو اس طرح کوریج دی جائے، جس طرح ختم نبوت کی خبروں کو دی جاتی ہے۔ وسطی پنجاب سے ان کی شکایت درست ہے۔ دراصل اسی خطہ میں تحفظ ختم نبوت پر کام کرنے والے افراد اور جماعتیں نسبتاً زیادہ متحرک ہیں۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آباواجداد کے طرزِ عمل پر چلتے ہوئے خود کو مسلمانوں سے علیحدہ قوم کی حیثیت میں قبول کریں۔ جس طرح ملک میں دوسری اقلیتوں کو حقوق حاصل ہیں ان تمام حقوق اور سہولیات سے وہ بھی فائدہ اٹھائیں۔ دونوں کشتیوں کی سواری ان کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ ایسی رپورٹیں ''ٹڈے کی ٹانگ پہ ہاتھی کا خول چڑھانے والی بات ہے۔'' ان شاءاللہ اس سے معصوم بچے تو حیران ہو جائیں گے لیکن حقیقت پسند اخبار نویس ہرگز مرعوب ہونے والے نہیں۔ جن مقدمات کی انہیں شکایت ہے وہ مذکورہ بالا طرز کے ہی مقدمات ہوں گے جن پر یقیناً محبِ وطن حلقوں کی طرف سے ردِعمل آیا ہوگا اور اخبارات نے شائع بھی کیا ہوگا۔ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بھی اس محاذ پر خود کو نئے ہتھیاروں سے لیس کریں اور قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو واچ کر کے ہر سال ایک وائٹ پیپر جاری کریں تاکہ تصویر کے دونوں رخ دنیا کے سامنے آسکیں۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت

حضرت پیرجی

سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

دامت برکاتہم

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

3 اپریل 2005ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

ادارہ

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

ملک پر بدترین اسلام دشمن گروہ کی حکومت ہے: (قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

وہاڑی (۱۶رفروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ ملک پر بدترین اسلام دشمن گروہ کی حکمرانی ہے۔صدر پرویز یہود و نصاریٰ کی پسندیدہ شخصیت ہیں اور دنیا بھر کے کفار و مشرکین اُن کی پشت پر ہیں۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے ضلع وہاڑی کے دوروزہ تنظیمی دورہ کے دوران احرار کارکنوں کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ حکمرانوں نے قادیانیت نوازی کی حد کردی ہے۔ہمارا ایمان ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے غداروں اور دشمنوں سے دوستی کرنے والا ضرور ایک دن اللہ کے عذاب کا شکار ہوگا۔انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، محاسبۂ مرزائیت اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔

قائدِ احرار مدظلہ نے وہاڑی شہر میں حاجی سلطان، قاری عبدالرشید، گڑھا موڑ میں حاجی محمد اقبال، حافظ گوہر علی، صوفی رب نواز، حافظ لیاقت علی، صوفی محمد یوسف، حافظ محمد امین، شیخ غلام رسول، حفیظ اللہ اور دیگر کارکنان سے ملاقات کی۔مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ کی تعمیر کے سلسلہ میں مشاورت کی۔نیز حاجی احمد یار بھٹی اور حاجی ذوالفقار بھٹی کے بڑے بھائی کے انتقال پر ان کے ہاں جا کر تعزیت کی۔بعد نمازِ فجر مسجد اللہ والی گڑھا موڑ میں خطاب فرمایا۔چودھری محمد حنیف، چودھری محمد افضل (بھٹہ والے اڈہ غلام حسین) ملاقات کے لیے تشریف لائے۔مدرسہ ختم نبوت کرم پور میں حافظ عبدالعزیز کے ہاں تشریف لے گئے۔اسی طرح چک ۸۸ ڈبلیو بی میں حافظ گوہر علی کے ہاں رات قیام فرمایا۔اس دوروزہ دورہ میں قائدِ احرار نے کارکنوں کو تنظیمی عمل مضبوط کرنے کی ہدایات بھی دیں۔

حضرت سیدنا حسینؓ کی زندگی اور شہادت امت کی رہنمائی کا درجہ رکھتی ہے

چیچہ وطنی میں ’’مجلس ذکر حسین‘‘ سے سید محمد کفیل بخاری اور دیگر مقررین کا خطاب

چیچہ وطنی (۸رمحرم ۱۴۲۶ھ۔۱۸رفروری ۲۰۰۵ء) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کی روشنی میں ہدایت یافتہ اور ستاروں کی مانند ہیں اور اس مقدس جماعت میں سے جس کی بھی پیروی کی جائے گی وہ جنت میں لے جائے گا۔وہ مجلس احرار اسلام کے

زیر اہتمام مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں سالانہ ''مجلس ذکر حسین'' کے بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ شہیدِ غیرت سیدنا حسینؓ کی زندگی اور شہادت پوری امت کے لیے رہنمائی کا درجہ رکھتی ہے۔ حادثہ کربلا یہودیت ،مجوسیت اور رافضیت کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خطرناک سازشوں کا تسلسل تھا۔ انہوں نے کہا کہ سبائی فتنے کی تباہ کاریوں کا شکار ہونے والے پیشہ ور واعظین نے واقعہ کربلا کو سراسر غلط رنگ دے کر امت کے عقیدے کو برباد کیا ہے۔ یہی جاہل واعظین من گھڑت روایات کا سہارا لے کر صحابہ کرام پر تنقید کر کے توہین صحابہ کے مرتکب ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسین کو سبائی ٹولے نے دھوکہ دے کر شہید کیا۔ سیدنا حسین سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ہم کربلا میں اُن کے اجتہادی مؤقف کو حق سمجھتے ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے بعد نمازِ عشاء مسجد صدیق اکبر مدرسہ اسلامیہ فرید ٹاؤن ساہیوال میں تقریبِ تقسیم اسناد میں بھی شرکت کی اور علوم قرآن کی فضیلت پر خطاب کیا۔ اُن سے قبل مدرسہ اسلامیہ کے مہتمم مفتی ذکاء اللہ اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ احرار رہنما جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور رانا قمر الاسلام بھی اس موقع پر موجود تھے۔

سیدنا حسینؓ امن کے داعی اور اسلامی حکومت کے استحکام کے علمبردار تھے

سانحۂ کربلا یہودانِ خیبر اور منافقینِ عجم کی دہشت گردی کا نتیجہ تھا

ملتان (۱۰رمحرم ۱۴۲۶ھ۔۲۰رفروری ۲۰۰۴ء) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ سیدنا حسینؓ امن کے داعی اور اسلامی حکومت کے استحکام کے علمبردار تھے۔ وہ یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمن سازش کا شکار ہوئے۔ انہوں نے شہادت قبول کر لی مگر اُمت کو غیرت وحمیت کا لاثانی درس دے گئے۔ سیدنا حسینؓ کا اجتہاد حق تھا۔ انہوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوئی بھی کوشش نہیں کی اور نہ ہی مسلمانوں سے اپنی بیعت یا حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا بلکہ وہ نظامِ حکومت کی اصلاح کر کے مثالی اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام دار بنی ہاشم ملتان میں منعقدہ ۳۱ویں سالانہ ''مجلس ذکر حسینؓ'' سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلی دہشت گردی نبی کریم ﷺ کے خلاف یہود و نصاریٰ نے کی۔ سانحۂ کربلا بھی یہودانِ خیبر اور منافقینِ عجم کی دہشت گردی کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج بھی یہود و نصاریٰ اسی دہشت گردی کو جاری رکھتے ہوئے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

ابن ابوذر سید محمد معاویہ بخاری نے کہا کہ امامت و نبوت حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر مکمل ہو چکی ہے۔ اب کسی نئے امام اور نبی کا تصور انکارِ ختم نبوت کے مترادف ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مجوسی براہِ راست حضور ﷺ کی بجائے عقیدۂ ختم نبوت پر حملہ آور ہوئے اور امتِ مسلمہ کے عقائد تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے انتشار و افتراق میں مبتلا کیا۔ شہادتِ

سیدنا حسین سے اس سازش کو سمجھنے کا درس ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امامتِ معصومہ کا اجراء دراصل ختم نبوت کے مقابلے میں نیا عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کا بانی عبداللہ بن سبا منافق تھا۔ جسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ شہادتِ سیدنا حسین کے پس منظر میں سبائی سازش کار فرما ہے۔

مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ سیدنا حسینؓ کی شہادت سے امتِ مسلمہ کو عزیمت واستقامت اور غیرت وحمیت کا سبق ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت قادیانیت نوازی کا بدترین مظاہرہ کر رہی ہے۔ پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ قادیانیت اور یہود ونصاریٰ کے ایجنڈے کی تکمیل ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سنتِ حسینی پر عمل کرتے ہوئے استحکام وطن اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک جاری رکھیں گے۔ حکومت پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ فوراً بحال کرے۔

''مجلس ذکرِ حسین'' سے مولانا محمد مغیرہ، شیخ حسین اختر لدھیانوی، حافظ محمد اکرم احرار اور سید عطاء المنان بخاری نے بھی خطاب کیا۔

قادیانیت نوازی نامنظور۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل کرا کے رہیں گے: کفیل بخاری

بورے والا (۳ رفروری) پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کے خلاف مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام پریس کلب بورے والا میں منعقدہ کل جماعتی تحفظ ختم نبوت کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف خالصتاً امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے ملک کی نظریاتی اساس کو مکمل طور پر تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور وہ قادیانیوں کی ملک دشمن کارروائیوں کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مذہبی جماعتوں کو بدنام کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے اُن کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔

بعد ازاں مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، متحدہ مجلس عمل کے ضلعی صدر مولانا عبدالخالق وٹو، جماعت اسلامی کے محمد رمضان سلیمی اور احرار رہنما مولانا عبدالنعیم نعمانی کی قیادت میں زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین پریس کلب سے ایک ریلی کی شکل میں روانہ ہوئے اور حکومت کے اس اقدام کو غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے حکومت کے خلاف نعرے بازی کرتے ہوئے کالج روڈ سے گول چوک کا چکر لگا کر واپس پریس کلب آ کر منتشر ہو گئے۔ احتجاجی مظاہرہ کے اختتام پر قائدین نے اجتماعی دعا کی۔

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ اور عیسائی اقلیت

(گوجرانوالہ) ممتاز مسیحی رہنما اور فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ کے سربراہ بشپ ڈاکٹر میجر (ر) ٹی ناصر نے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کی حمایت کی ہے اور اپنے جریدہ ماہنامہ ''کلام حق'' گوجرانوالہ کے جنوری ۲۰۰۵ء کے شمارہ میں تحریر کیا ہے کہ:

''پاکستانی پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کر کے حکومتِ پاکستان نے خود ایک غیر ضروری اور بے کار بحث کا آغاز کر دیا ہے۔ ابھی وردی کا مسئلہ حل نہیں ہوا کہ وزارت داخلہ نے ایک اور مسئلہ کھڑا کر دیا۔ پاکستانی پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ہونے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ نہ صرف پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود رہے بلکہ اگر ہو سکے تو مسلم اور غیر مسلم پاسپورٹ کا رنگ بھی تبدیل کر دیا جائے۔ مسلمانوں کا پاسپورٹ ''سبز رنگ'' اور مسیحی اقلیت کا پاسپورٹ ''سفید رنگ'' کا ہونا چاہیے۔ دیگر اقلیتیں اپنا رنگ خود تجویز کریں۔ اس تبدیلی کا ہمیں جو فائدہ ہوگا' وہ یہ ہے کہ ہمارے پاسپورٹ کو نہ تو جعلی سمجھا جائے گا نہ اس پر ویزے کو جعلی قرار دیا جائے گا۔ ایک اور فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی شناخت جو مخلوط انتخابات میں کھو گئی ہے' دوبارہ حاصل کر سکیں گے۔ ہم جناب کیپٹن (ر) آفتاب احمد خان شیر پاؤ سے درخواست کرتے ہیں کہ پاکستانی پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے۔ تاکہ ہماری شناخت بھی اس کے ساتھ ہی بحال ہو جائے اور ہمارا اعتبار بھی بحال ہو جائے۔ ہم آپ کے تہہ دل سے مشکور ہوں گے۔''

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خواجہ خان محمد، مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے بشپ ڈاکٹر ٹی ناصر کے اس مطالبہ کا خیر مقدم کیا ہے اور ایک بیان میں کہا ہے کہ اس سے یہ بات ایک بار پھر واضح ہوگئی ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کو حذف کرنے کی کارروائی صرف قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ جبکہ ملک کی دیگر اقلیتیں اسے اپنی شناخت کو ختم کرنے کا ذریعہ سمجھ رہی ہیں اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی کے مطالبہ میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو فوری طور پر بحال کر کے اس متفقہ قومی و دینی مطالبے کو پورا کیا جائے۔

ادارہ

ظلمت سے نور تک

قادیانی کتابوں کے تاجر کے نواسے نے اسلام قبول کرلیا

عبدالکریم انور نے قادیانیت سے تائب ہوکر مولانا عبدالرحمٰن باوا سے فون پر رابطہ کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا

قادیانیت جھوٹا مذہب ہے: ☆عبدالکریم انور

قادیانی خلیفہ مرزا مسرور سمیت تمام قادیانی اسلام قبول کرلیں: ☆عبدالرحمٰن باوا

لندن (۱۶رفروری) ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ایک اعلامیہ کے مطابق جرمنی میں ۲۱ سال سے مقیم چناب نگر (سابقہ ربوہ) گول بازار کے رہائشی اور مشہور تاجران کتب قادیان کے مالک محمد یامین کا نواسہ پیدائشی قادیانی السید عبدالکریم انور نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا ہے۔

عبدالکریم انور نے عالمی مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرحمٰن باوا سے بذریعہ فون رابطہ کر کے تفصیلی بات چیت کے بعد قبولِ اسلام کا اعلان کیا۔ انہوں نے دفتر ختم نبوت اکیڈمی لندن کو اپنا حلف نامہ اور ایک تحریری بیان ارسال کیا ہے، جس کے مطابق انہوں نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط طور پر ایمان لانے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں واضح اعلان کیا کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت ورسالت میں جھوٹا تھا اور اس کے ماننے والے تمام قادیانی خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ کہ اب ان کا قادیانی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

انہوں نے اس بات کا اعلان بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ انہوں نے قادیانی جماعت پر کڑی تنقید کی کہ قادیانی جماعت کے اکثر بیانات جھوٹ پر مبنی ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ مرزا طاہر نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے اس وقت تک ۲۰ کروڑ نئے قادیانی بنا لیے ہیں اور پھر ٹی وی پر خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں سے مطالبہ کیا کہ تم سب مل کر تمام دنیا میں ریت کے ذرے کی طرح کب تک قادیانی بناؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ میرے گھر چندے کی غرض سے آنے والے علاقے کے صدر اور قادیانی سے میں نے سوال کیا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ دنیا میں ۲۰ کروڑ قادیانی کہاں ہیں؟

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

❑ کتاب: ''تذکارِ بگویہ'' (جلد اوّل)　　　مؤلف: صاحبزادہ ڈاکٹر انوار احمد بگوی

ضخامت: ۹۱۰ صفحات　قیمت: ۵۵۰ روپے　　ناشر: مجلس حزب الانصار، جامع مسجد بگویہ بھیرہ، ضلع سرگودھا

بگوی خاندان اور مجلس حزب الانصار (بھیرہ) برصغیر کی علمی، اصلاحی، تبلیغی اور تحریکی و سیاسی تاریخ کا اہم عنوان ہے۔ زیرِ مطالعہ کتاب اسی علمی و روحانی خاندان کے علماء و مشائخ کے تذکرہ و سوانح اور خدمات پر مشتمل ہے۔ جس میں برصغیر کی درجنوں سیاسی، علمی اور سماجی تحریکوں، اداروں اور اُن سے وابستہ شخصیات کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ خاندانِ بگویہ کے حوالے سے ۱۶۵۰ء تا ۱۹۴۵ء تقریباً تین سو سال پر محیط ایک تحقیقی دستاویز ہے۔ خاندانِ بگویہ کے مورث اعلیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن محمد صالح رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمہ اللہ تک علماء و مشائخ کی سیرت و کردار اور دینی و قومی خدمات کو تحقیق و تخریج کے جس معیار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، وہ مؤلف کی دیانت، حسن نیت اور علمی ذوق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

''تذکارِ بگویہ'' کے مندرجات کے مطابق بگوی خاندان کے اکابر میں حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمہ اللہ (۱۹۰۰ء۔۱۹۴۵ء) کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا اور انہوں نے اپنے اکابر کی محنت کو نہایت کامیابی کے ساتھ بام عروج تک پہنچایا۔ ''مجلس حزب الانصار'' (ایک علمی و اصلاحی تحریک) دارالعلوم عزیزیہ (بھیرہ) جہاں سینکڑوں مسلمانوں نے علم دین حاصل کیا اور اُن میں کئی نام ور ہوئے۔ کانگریس، مسلم لیگ، مجلس احرار اسلام اور جمعیت علماء ہند کے اکابر سے مخلصانہ ربط و تعلق، ماہنامہ ''شمس الاسلام'' کا اجراء، فوجِ محمدی کا قیام، تردیدِ فرقِ باطلہ، خصوصاً فتنہ مرزائیت، مناظرہ و تقریر اور تحریر و تحریک ہر ذریعہ سے مرزائیوں کا محاسبہ اور انہیں شکست سے دوچار کرنا مولانا ظہور احمد بگویؒ کے زریں کارنامے ہیں۔

مولانا ظہور احمد بگویؒ نے مسلکی انتشار و تفریق سے ہمیشہ احتراز کیا اور یہ بات ''مجلس حزب الانصار'' کے مقاصد میں شامل تھی۔ اُن کے خاندان کے بزرگ خانقاہ سیال شریف کے حضرت خواجہ ضیاء الدین اور حضرت خواجہ قمر الدین رحمہم اللہ سے وابستہ تھے اور مولانا کا تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں کے حضرت مولانا احمد خان قدس سرہٗ سے تھا۔ انہوں نے حسن اعتدال کے ساتھ تبلیغ دین اور اصلاح المسلمین کا کام جاری رکھا۔ مجلس حزب الانصار کے سالانہ جلسوں میں تمام مکاتب فکر کے علماء کی شرکت و خطاب اور ملکی حالات پر بلاخوف اپنے موقف کا اظہار اور قرار دادیں اُن کی جرأت کا بین ثبوت ہیں۔

اکابرِ احرار خصوصاً حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، قاضی

احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لعل حسین اختر اور مولانا عبدالرحمٰن میانوی (موصوف دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں پڑھتے رہے) رحمہم اللہ اور دیگر کئی حضرات حزب الانصار بھیرہ کے جلسوں میں شریک ہوتے۔ مولانا ظہور احمد بگویؒ نے تحریک خلافت (۱۹۲۰ء) میں بھرپور حصہ لیا اور مجلس احرار اسلام کے ساتھ خصوصی اشتراک عمل اختیار کیا۔ احرار کی تحریک کشمیر (۱۹۳۰ء)، تحریک مدح صحابہ (۱۹۴۰ء) لکھنؤ کی مکمل حمایت کی۔ احرار کانفرنس قادیان اکتوبر ۱۹۳۴ء میں سر ظفر اللہ کی انگریزی حکومت میں مسلمانوں کی نمائندگی کے خاتمے کی قرارداد کے محرک حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مؤید مولانا ظہور احمد بگویؒ تھے۔ تحریک مسجد شہید گنج (۱۹۳۵ء) میں بھی احرار کے مؤقف کی حمایت کی۔ غرض خانقاہِ بگویہ سے عقیدۂ ختم نبوت اور مقام صحابہ کے تحفظ کے لیے ہمیشہ ایک توانا آواز اٹھی اور انہوں نے اس کی پاداش میں قید و بند کی تمام صعوبتیں برداشت کیں۔ ڈاکٹر صاحبزادہ انوار احمد بگوی اسی خاندان کے فرد فرید ہیں۔ انہوں نے کمال محنت اور عرق ریزی سے تحقیق و تدوین کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک علمی و دینی خاندان کے احوال کو جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دوسری جلد کی تکمیل و اشاعت کی سعادت سے بھی نوازے۔ آمین

(تبصرہ: کفیل بخاری)

❑ کتاب: مسنون نماز   مصنف: حکیم محمود احمد ظفر

ضخامت: ۲۳۶ صفحات   قیمت: ۱۰۰ روپے   ناشر: ادارہ معارف اسلامیہ، مبارک پورہ۔ سیالکوٹ

جناب حکیم محمود احمد ظفر کا نام قلم و کتاب کی دنیا میں، دین و دانش کے حوالے سے معروف اور ممتاز ہے۔ اس سے پہلے مختلف موضوعات پر حکیم صاحب کی کئی وقیع کتابیں مقبولیت عام کا درجہ حاصل کر چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب میں نماز کی اہمیت، طہارت، اذان و اقامت، مساجد کا بیان، نمازوں کے اوقات، جماعت اور امامت کے احکام، نماز کا طریقہ، جمعہ کی نماز، عیدین کی نماز، نماز جنازہ، نمازِ تراویح، نفلی نمازیں، نماز کے بعض متفرق مسائل پر مدلل اور باحوالہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام ؓ کی اکثریت اور جماعت صحابہ ؓ میں بڑے بڑے لوگ جو اکثر و بیشتر آپ ﷺ کی مجلس میں رہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ وہ کس طرح نماز ادا کرتے تھے، کے بارے میں عام مسلمانوں کے لیے بہت سی معلومات یک جا کر دی گئی ہیں۔ کتاب اپنے اسلوب اور مواد کے لحاظ سے منفرد اور بے حد مفید ہے۔

❑ کتاب: مولانا سید حسین احمد مدنیؒ   مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۲۷۲ صفحات   قیمت: ۱۲۰/- روپے

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس۔ خالق آباد نوشہرہ (سرحد)

کوئی بھی دور ایسا نہیں گزرا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل علم و دانش پیدا نہ کیے ہوں۔ جنہوں نے گہری تاریکیوں

میں آفتاب بن کرعوام الناس کی راہنمائی نہ کی ہو۔ان ہی گنے چنے نفوس قدسیہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔وہ اپنے خصائل حمیدہ کے لحاظ سے بلاشبہ ایک منفرد ہستی ہیں۔جو نہ صرف عارف باللہ بلکہ مجاہد فی سبیل اللہ بھی ہیں۔زیر مطالعہ کتاب میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی سیاسی علمی اور دینی زندگی کے حالات وواقعات ،سیرت وسوانح ارشادات وملفوظات اور ایمان افروز باتیں جمع کی گئی ہیں۔مولانا عبدالقیوم حقانی مشنری آدمی ہیں۔انہیں اپنے اسلاف سے بے پناہ محبت ہے۔یہی محبت مولانا کی مرتب کردہ اس کتاب میں جھلکتی ہے۔رنگین ٹائٹل میں خوبصورت جلد کے ساتھ کتاب شائع کی گئی ہے۔

❑ کتاب: تجزیۂ فتنۂ حقوق وآزادیٔ نسواں اوراین جی او مافیا   مرتب:عبدالرشید ارشد

ضخامت:۱۰۶ صفحات   ناشر:النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ' جوہر آباد

اسلامی جمہوریہ پاکستان' اسلام کے نظریۂ حیات پر معرضِ وجود میں آیا تھا جسے آج کل کے اشرافیہ نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔نام نہاد مسلم حکمرانوں اور بے دین دانشوروں کی کوتاہیوں کی سزا پوری قوم کو اس طرح مل رہی ہے کہ سماجی خدمت کے نام پر' غیر ملکی سرمایہ پر پلنے والی' غیر اسلامی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے ہر وقت کوشاں این جی اوز' حقوق و آزادیٔ نسواں کے پرکشش نعرے اور بائبل کارسپانڈنس کورس کے نام پر کھلی گمراہی کے منصوبہ پر کام کر رہی ہیں اور اعتدال پسند روشن خیال حکومت مکمل یکسوئی کے ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

اس کتاب میں این جی او مافیا کی انہی گمراہ کن سرگرمیوں کا علمی محاکمہ کیا گیا ہے۔پاکستان میں دین کا کام کرنے والے اداروں ،جماعتوں اور اُن سے وابستہ افراد کو بیدار مغزی اور حوصلہ مندی کے ساتھ اسلام دشمن تحریکوں پر گہری نظر رکھنی چاہیے اور اُن کے خطرناک منصوبوں سے ہر وقت باخبر رہنا چاہیے۔جناب عبدالرشید ارشد تسلسل سے ایسی مفید کتابیں شائع کر کے قوم کو خبردار کر رہے ہیں۔ان کی یہ مساعی واقعی قابلِ ستائش ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔

❑ کتابچہ: مسلم اور غیر مسلم کی شناخت کا مسئلہ اور حدود حرمین شریفین میں قادیانیوں کے داخلے کے مضر اثرات

مرتب:مولانا مجاہد الحسینی   ناشر:سیرت مرکز،۶۵ بی پیپلز کالونی نمبر ا۔فیصل آباد

مولانا مجاہد الحسینی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔موصوف عہد رفتہ میں روزنامہ ''آزاد''،''نوائے پاکستان'' اور ہفت روزہ ''خدام الدین'' کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔آج کل ماہنامہ ''صوت الاسلام'' (فیصل آباد) کے مدیر اعلیٰ ہیں۔انہوں نے بڑی شرح وبسط سے دلائل کے ساتھ اس بات کی وضاحت کی ہے کہ جب ہر شخص کو چھاؤنیوں ،سیکورٹی کے مراکز ،پریزیڈنٹ ہاؤس ،سیکرٹریٹ ،ٹیلیویژن سنٹر ،ریڈیوسٹیشن اور عیسائیوں کے مرکزی مقام ویٹی کن سٹی وغیرہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے اور خود قادیانیوں کے مرکزی مقام قادیان میں بھی کوئی مسلمان نہ تو داخل ہوسکتا تھا اور نہ کاربار وکر سکتا تھا تو

ملتِ اسلامیہ کے سب سے بڑے اور مقدس مراکز مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی حدود میں کسی غیر مسلم کو داخل ہونے کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے اور پھر اللہ کے واضح حکم ''اب کوئی غیر مسلم' مسجد حرام کے قریب بھی نہ آئے'' (آیت ۸، سورہ توبہ) کے بعد کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔

❑ کتاب: بائبل کا تحقیقی جائزہ — مؤلف: بشیر احمد ایم اے
ضخامت: ۱۸۸صفحات — قیمت: ۔/۱۵۰ روپے
ناشر: عبدالرشید' اسلامک سٹڈی فورم۔ راولپنڈی — ملنے کا پتا: پوسٹ بکس نمبر ۶۳۹۔ راولپنڈی

جناب بشیر احمد' گارڈن کالج راولپنڈی کے طالب علم رہے ہیں، انہیں کرسچین سٹڈی سینٹر راولپنڈی میں بحث و مباحثے کا موقع ملا۔ امریکہ میں اپنے قیام کے دوران یہودیت، عیسائیت اور بائبل پر بہت سی کتابیں دیکھیں۔ مختلف عیسائی فرقوں کے رہنماؤں سے بات چیت کی۔ تحقیق کی دنیا میں وہ ایک معتبر حوالہ ہیں۔ عیسائیت، یہودیت، بہائیت، مرزائیت اور آغا خانیت اُن کے خاص موضوع ہیں۔ ان عنوانات پر اُن کی تحقیقی کتابیں دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ عالمی تحریکوں پر بھی اُن کی گہری نظر ہے۔ ایک کتاب فری میسنری تحریک پر بھی تحریر کی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں بائبل کے ارتقاء، اس کی تدوین و تشکیل کے مراحل اور اس میں پائی جانے والی مختلف قسم کی تحریفات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے مختلف انسائیکلوپیڈیا میں بائبل، یہودیت، عیسائیت وغیرہ پر مقالات کو بطور بنیادی مأخذ استعمال کیا ہے۔ ہر باب کے آخر میں بعض کتب کے نام مزید مطالعے کے لیے درج کئے گئے ہیں۔ کتاب ھٰذا میں اناجیل اربعہ کے مأخذ، عیسائی فرقے، عہد نامہ جدید کی تشکیل، عہد نامہ جدید کے قدیم نسخے، اسلام اور عیسائیت، مسلم ممالک میں عیسائی مشنریوں کے تبلیغی حربے، قرآن، یہود اور یہودیت کے موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ معیاری پرنٹنگ، رنگین ٹائٹل کے ساتھ کتاب جاذبِ نظر ہے۔

❑ کتاب: اسمائے خیر — مؤلف: مسعودالحسن ضیاء
ضخامت: ۲۰۲صفحات — قیمت: ۔/۱۲۰ روپے — ناشر: دارالکتاب، کتاب مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

کتاب ہٰذا میں اللہ رب العزت اور حضرت محمد ﷺ کے مشترکہ صوتی و معنوی صفاتی ناموں پر محبت کی زبان میں قلم اٹھایا گیا ہے۔ نور کا غسل اس کے نصیب میں ہوتا ہے جسے اپنا میلا پن نظر آجائے۔ جناب مسعودالحسن ضیاء کی اس کتاب میں کچھ ایسی ہی جھلک پائی جاتی ہے۔

خیر کی سب چابیاں اسمائے حسنیٰ ہیں۔ انہی سے خیر کے سب تالے کھلتے ہیں اور یہ تالے ہیں اسمائے رسول اللہ ﷺ۔ یہی اسمائے خیر کی کل کہانی ہے۔ اور اسی ایک چابی سے انہوں نے اپنے بند تالے کھولے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر اور ورد کیا ہے۔ کتاب قلب و نظر کے سکون کا باعث ہے۔ (تبصرہ: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)

❑ مشارق (مجموعۂ حمد و نعت۔ اسد ملتانی) مرتب: جعفر بلوچ

ضخامت: ۱۳۶ صفحات قیمت: ۱۰۰ روپے ناشر: دارالکتاب' کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور

''مشارق'' معروف شاعر اسد ملتانی کا مجموعہ حمد و نعت ہے۔ جس کے مرتب پروفیسر جعفر بلوچ ہیں۔ پروفیسر جعفر بلوچ اس سے پہلے ''مطلعین'' کے نام سے علامہ عبداللہ نیاز اور اسد ملتانی کے حالاتِ زندگی اور انتخاب کلام ۱۹۷۴ء میں شائع کر چکے ہیں۔ ''اقبالیاتِ اسد ملتانی'' کے نام سے ایک کتاب ۱۹۹۱ء میں بھی شائع کر چکے ہیں۔ اسد ملتانی سرزمین ملتان کا وہ فرزند ہے جو بحیثیت شاعر اہل زبان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتا تھا۔ ان کا کلام اس وقت برصغیر کے مؤقر اخبارات و رسائل میں شائع ہوتا رہا۔ اس کلام کی تلاش اور ترتیب و تدوین جان جوکھوں کا کام تھا' جسے پروفیسر جعفر بلوچ نے احسن طریقے سے نبھایا ہے۔ اسد ملتانی کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ انہیں علامہ اقبال نے اپنے ہاتھ سے ان کی نظم ''قطرۂ شبنم'' پر اصلاح دی جس کا عکس موجود ہے۔

تحقیقی اعتبار سے اسد ملتانی پر سب سے پہلے عبدالباقی نے ایم۔اے کی سطح کا مقالہ لکھا جس میں اگرچہ زیادہ مواد تو نہیں لیکن سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد پروفیسر ڈاکٹر مختار ظفر نے ملتان کی معروف علمی و ادبی شخصیات پر پی۔ایچ۔ڈی کی سطح کا مقالہ لکھا جو یہ ہیں: علامہ طالوت، علامہ عبداللہ نیاز، کشفی ملتانی، اسد ملتانی، کیفی جامپوری اور شفقت کاظمی۔ ان میں سے ہر شخصیت اپنی جگہ پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے کی متقاضی ہے۔ اس لیے اسد ملتانی کی شخصیت اور شاعری کو اس قدر فوکس نہ کیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کالج سول لائنز ملتان کے ایک طالب علم سید شوکت علی بخاری نے ''اسد ملتانی کے کلام کی تدوین'' کے عنوان سے ایک ایم۔اے کی سطح کا مقالہ ترتیب دیا۔ طالب علم نے یہ کام اس قدر جانفشانی اور محنت سے کیا کہ اسے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے سرائیکی سنٹر نے کتابی صورت میں شائع کیا اور اب پروفیسر جعفر بلوچ کا مرتب کردہ حمد و نعت کا مجموعہ ''مشارق'' کے نام سے ہمارے سامنے ہے۔ جس میں بعض نعتیں اور نظمیں ایسی ہیں جو پہلی مرتبہ منظر عام پر لائی گئی ہیں۔

اسد ملتانی بلند کردار، اعلیٰ اخلاق اور حق گو شخص تھے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں ہمیشہ جرأتِ ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ ایک دفعہ سابق گورنر جنرل پاکستان غلام محمد نے بیان دیا کہ: ''پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنایا جائے گا۔'' جس پر ایک جلسے میں گورنر جنرل کی موجودگی میں اسد ملتانی نے ایک نظم پڑھی۔ جس کے دو اشعار یہ ہیں:

نیا ملک ہم کو دیا ہے خدا نے — کہ ہو اس میں جاری نظام محمد
حکومت کا آئین دینی نہ ہو گا — یہ کیا کہہ رہا ہے غلام محمد

اس دور میں ملتان کی کوئی ایسی علمی و ادبی شخصیت نہیں تھی جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاں حاضری نہ دیتی ہو۔ علامہ طالوت اور اسد ملتانی تو شاہ جی سے بہت متاثر تھے۔ روزنامہ ''شمس'' ملتان ۱۶ رجون ۱۹۳۹ء کو

پہلے صفحے پر ایک چوکھٹے میں ''مولانا بخاری کے دو رنگ'' کے عنوان سے دو شعر لکھے ہوئے تھے۔ پہلا ''جلالی'' کے عنوان سے ظفر علی خاں کا شعر تھا:

لے کے ڈنڈا ہاتھ میں نکلے عطاء اللہ شاہ
جب نہ دیکھا کام چلتا صرف وعظ و پند سے

اس کے نیچے ''جمالی'' کے عنوان سے اسد ملتانی کا شعر:

موم ہو جاتے ہیں اس کے وعظ سے پتھر کے دل
کی ہے وہ طاقت بخاری کو عطاء اللہ نے

مجید لاہوری کا ہفت روزہ ''نمکدان'' (کراچی) بھی حضرت شاہ جیؒ شوق سے پڑھا کرتے تھے اور اسد ملتانی ''نمکدان'' میں باقاعدہ لکھتے۔ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۵۷ء کے ''نمکدان'' میں حیدرآباد کے عنوان سے ایک نظم کا مقطع یہ تھا:

اسدؔ بن گئے ملتانی آخر
عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری

حمد و نعت کا یہ مجموعہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ''تحفہ حرم'' ہے جو حج کا منظوم سفر نامہ ہے۔ جو پہلے ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ دوسرا حصہ ''دیریاب'' کے نام سے شامل کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ کلام دیر سے دستیاب ہوا۔ اس حوالے سے گہری معنویت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ ''قوس در قوس'' کے عنوان سے متفرق اشعار بھی شامل کئے گئے ہیں۔ پروفیسر جعفر بلوچ نے ''جناب اسد ملتانی...... اکابر ادب کی نظر میں'' کے عنوان سے معروف علمی و ادبی شخصیات کی اسد ملتانی کے متعلق آراء جمع کر دی ہیں۔ مثلاً علامہ اقبال کی رائے بڑی وقیع ہے:

''آئندہ پنجاب کی ادبی روایات کو برقرار رکھے جانے کی امیدیں دو نوجوانوں سے وابستہ ہیں۔
ایک تاثیر (ایم ڈی تاثیر) اور دوسرے محمد اسد خان۔''

''مشارق'' میں جعفر بلوچ نے اسد ملتانی کے حمدیہ اور نعتیہ کلام کا تعارف نہایت عالمانہ اور ادیبانہ انداز میں کرایا ہے۔ اسی طرح پروفسر ضیاء الحسن کا اسد ملتانی کے کلام پر مقدمہ اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے۔ انہوں نے بجا طور پر لکھا:

''ان نظموں کا سرسری مطالعہ کرنے والا قاری بھی بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ ان کے دل میں خدا اور رسول ﷺ کے لیے گہری محبت موجزن ہے اور امت مسلمہ کے لیے ان کے دل میں گہرا درد رواں ہے۔''

پروفیسر جعفر بلوچ بلاشبہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ''مشارق'' کی صورت میں اہل دل کے ذوق کی تسکین کی ہے۔ اس خوبصورت کتاب کو دارالکتاب لاہور نے شائع کیا اور اس کی قیمت ایک سو روپے کچھ بھی نہیں۔

(تبصرہ: پروفیسر محمود الحسن)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

گزشتہ ماہ ہمارے بہت سے احباب اس دنیا سے رختِ سفر باندھ کر عقبیٰ کو چلے گئے۔احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ ان تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)

- مولانا محمد شریف احرار (قدیم احرار کارکن اور خالد جانباز صاحب کے سُسر۔کھاریاں،ضلع گجرات)
- مرزا غلام قادر مرحوم (مجلس احرارِ اسلام راولپنڈی کے صدر، ایک مخلص، وفادار اور صاحبِ کردار کارکن)
- والدہ مرحومہ،شیخ رفیق الرحمٰن صاحب (چیچہ وطنی۔۲۶/جنوری ۲۰۰۵ء)
- رحمت علی مرحوم۔برادر بزرگ عبدالجبار صاحب (چک نمبر پی/۱۴ خان پور۔۸/دسمبر ۲۰۰۴ء)
- اہلیہ مرحومہ ملک جندوڈا اعوان صاحب (ملتان)
- سید عبداللہ شاہ مرحوم (لاہور) برادر نسبتی سید محمد یونس الحسنی بخاری
- محمد ابوبکر مرحوم بن اللہ دتہ صاحب (ملتان)
- محمود ایاز خان مرحوم مؤذن مسجد گنج سلطانی (ملتان)
- محمد حسان مرحوم (مولوی کریم اللہ صاحب (ظاہر پیر) کا بھتیجا اور جناب حفیظ اللہ کا بیٹا)
- اہلیہ مرحومہ،صوفی فقیر اللہ صاحب (چک نمبر ۲۶۱-ای بی۔بورے والا)
- والدہ مرحومہ قاری محمد عبداللہ صاحب (منتظم جامعہ حنفیہ فاطمۃ الزہراء چیچہ وطنی،۱۵/جنوری ۲۰۰۵ء)
- جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال کے استاذ الحدیث مولانا محمد نذیر کی خوش دامن اور احمد معاویہ اور حکیم محمد قاسم (چیچہ وطنی) کی نانی صاحبہ مرحومہ ۱۷/فروری فیصل آباد
- اہلیہ مرحومہ،عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالا۔۱۹/فروری ۲۰۰۵ء)
- مشفق خواجہ مرحوم (اردو کے ممتاز نقاد،محقق،شاعر و ادیب کراچی۔۲۱/فروری ۲۰۰۵ء)
- مولانا منظور احمد الحسینی،مبلغ مجلس تحفظِ ختم نبوت (برطانیہ)
- مولانا اللہ وسایا (مبلغ مجلس تحفظِ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان۔۲۱/فروری ۲۰۰۵ء)
- محمد اسحٰق چیمہ صاحب مرحوم (چچازاد ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ صاحب چیچہ وطنی۔۲۲/فروری ۲۰۰۵ء)

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

جامع مسجد چیچہ وطنی 7 اپریل 2005ء جمعرات بعد نمازِ عشاء

زیر صدارت ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

محترم
جنرل (ر) جناب حمید گل صاحب

محترم
مولانا زاہد الراشدی
سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

مولانا سید
امیر حسین گیلانی
نائب امیر جمعیت علمائے اسلام

جناب
جاوید ابراہیم پراچہ
سابق ایم۔این۔اے

زعماء احرار کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام دینی جماعتوں کے رہنما اور دانشور خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشریات

فون: 0445-482253

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

جنت میں گھر بنائیے!

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر انتظام

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے۔ تقریباً دو کنال رقبے پر مشتمل مسجد اور ملحقات کا فرش اور چھتیں مکمل ہو چکی ہیں۔ ایلومنیم کے دروازوں اور کھڑکیوں کا کام شروع ہو چکا ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً آٹھ لاکھ روپے ہے۔ اب تک تقریباً ساٹھ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں جبکہ تکمیل تک تقریباً بیس لاکھ روپے مزید درکار ہیں۔ تعمیر کا کام جاری رکھنے اور خصوصاً دروازوں اور کھڑکیوں کے لیے فوری توجہ اور تعاون کی ضرورت ہے۔

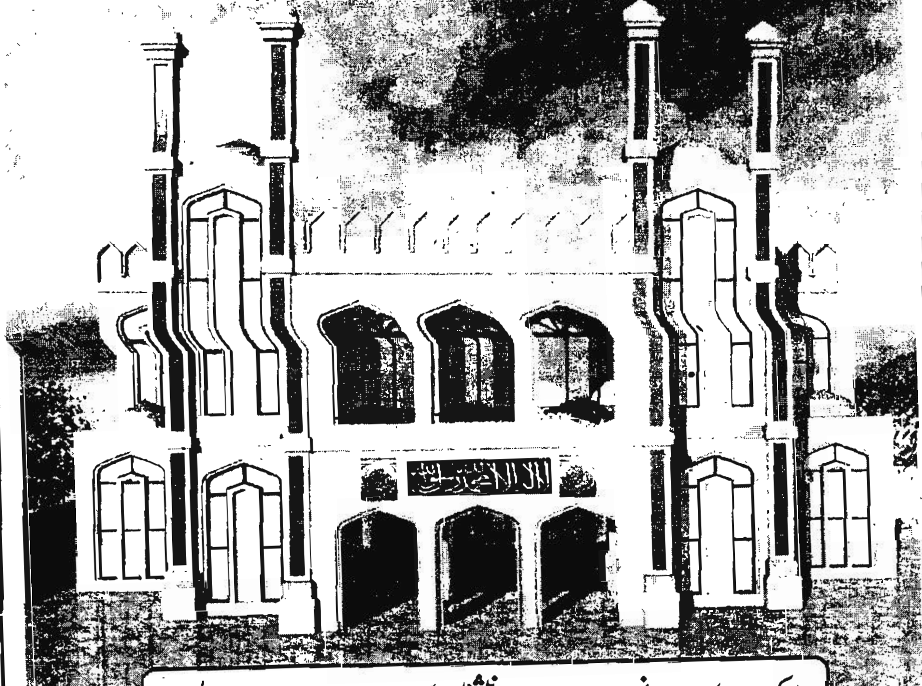

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 9-2324 نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

منجانب: انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی ✆ 0445 482253

احرار گرافکس

تحفظ ختم نبوت کانفرنسیں

پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی اور حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی کے خلاف مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مارچ ۲۰۰۵ء میں درج ذیل مقامات پر تحفظ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جارہی ہیں۔ مطالبات کی منظوری تک ان شاء اللہ کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

3 مارچ جمعرات بعد نمازِ ظہر
مسجد معاویہ
جھنگ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ

4 مارچ قبل از نمازِ جمعہ
مدنی مسجد احرار مرکز
بخاری ٹاؤن سرگودھا روڈ چنیوٹ

6 مارچ اتوار بعد نمازِ مغرب
دفتر احرار
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

11 مارچ قبل از نمازِ جمعہ
رحیم یار خان شہر

11 مارچ قبل از نمازِ جمعہ تا عصر
جامع مسجد احرار
چناب نگر

25 مارچ قبل از نمازِ جمعہ
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

شعبہ نشریات تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ادارہ

آخری صفحہ

ایک دفعہ مولانا ظفر علی خان کے نام مہاشہ کرشن، ایڈیٹر ''پرتاب'' کا ایک دعوت نامہ آیا۔ جس میں لکھا تھا:

''(فلاں) دن پروشٹا (فلاں) سمت بکرمی میرے سُپتر ویرندر کا مُونڈن
سنسکار ہوگا۔ شریمان سے نویدن ہے کہ پدھار کر مجھے اور میرے
پریوار پر کرپا کریں۔'' (شُبھ چنتک کرشن)

(فلاں دن میرے بیٹے ویرندر کی سرمنڈائی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ تشریف لاکر مجھ پر اور میرے خاندان پر مہربانی کریں)

مولانا نے آواز دی:

''سالک صاحب! ذرا آیئے گا۔ فرمایا کہ مہربانی کر کے اس دعوت نامے
کا جواب میری طرف سے آپ ہی لکھ دیجیے۔ برسات کے دن
ہیں، بارش تھمنے کا نام نہیں لیتی۔ میں کہاں جاؤں گا۔ معذرت کر دیجیے۔''

میں نے اسی وقت قلم اٹھایا اور لکھا:

''جمیل المناقب، عمیم الاحسان معلی الالقاب، مدیرِ پرتاب
السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ
نامۂ عنبر شمامہ شرفِ صدور لایا۔ از بسکہ تقاطرِ امطار بحدے ہے کہ مانعِ
ایاب وذہاب ہے۔ لہٰذا میری حاضری متعذّر رہے۔
العُذرُ عِندَ کِرامِ النّاسِ مَقبُولٌ۔''

الرّاجی الی الرحمۃ والغفران
ظفر علی خان

مہاشہ کرشن نے یہ خط پڑھنے کی کوشش کی۔ کچھ پلے پڑنا تو درکنار، وہ پڑھنے میں بھی ناکام رہے۔ آخر مولانا کو دفتر ''زمیندار'' ٹیلی فون کر کے پوچھا:

''مولانا! آپ کا خط تو مل گیا، لیکن یہ فرمایئے کہ آپ آسکیں گے یا نہیں؟''

اس پر مولانا ظفر علی خان نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور مہاشہ جی سے کہا کہ:

''آپ کا خط میں نے ایک پنڈت جی سے پڑھوایا تھا۔ آپ بھی کسی مولوی صاحب کو بلا کر میرا خط پڑھوا لیجیے۔''

(''نوادراتِ سخن''۔ صفحہ ۸۲،۸۳)

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد وخشک موسم یا گرد وغبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔
شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری ۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مَدینۃُ الحِکمہ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خرید تے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم وحکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No.32

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

شہدائے ختم نبوت کانفرنس

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

6 مارچ 2005ء اتوار بعد نماز مغرب

زیر صدارت

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سیّد عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

سابق صدر جسٹس (ر)
جناب محمد رفیق تارڑ

مولانا زاہد الراشدی
سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

صاحبزادہ میاں
سعید احمد شرقپوری مدظلہ

جناب
نوابزادہ منصور احمد خان
صدر پاکستان جمہوری پارٹی

جناب
امیر حمزہ
جماعت الدعوۃ

جناب
چودھری ثناء اللہ بھٹہ
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مولانا
سیف الدین سیف
جمعیت علماء اسلام

جناب
پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

مولانا محمد امجد خان
جمعیت علماء اسلام

جناب
عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم نشرو اشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان

جناب
سید محمد کفیل بخاری
ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

فون: 042-5865465

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

الیاس